مطبوعات مرکز امام ابن حجر (۱۳)
سلسلہ ارکان اسلام
فقہ، انواع واصناف زکاۃ

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا (سورۃ التوبۃ ۱۰۳)

"بنی الاسلام علی خمس ... وإعطاء الزکاۃ" (متفق علیہ)

كيف تزكي أموالك ؟!!

از:

فضیلۃ الشیخ د/ محمد بن عبد اللہ الطیار سلمہ اللہ
وزارت الشؤون الاسلامیۃ والاوقاف والدعوۃ والارشاد، الریاض

اپنے مالوں کی زکاۃ کیسے ادا کریں؟!!

مترجم ومرتب:
ڈاکٹر محمد العمری أبو عبد اللہ عفی عنہ
(جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، کلیۃ أصول الدین، ریاض KSA)
بانی وصدر مرکز امام ابن حجر للعلم والثقافۃ، وخدمۃ السنۃ المطہرۃ.
حیدرآباد دکن، جنوبی ہند

مرکز کی علمی ودینی خدمات

مذہب وملت، جماعت ومسلک کی تقیید کے بغیر درج ذیل خدمات کا انشاءاللہ عزم ہے:

1 قرآن اور حدیث پر مشتمل اسلامی کتابوں کا مختلف زبانوں میں تصنیف وترجمہ۔

2 مسائل کی تحقیق، حق کی تلاش، بحث وتفتیش۔

3 تدریس کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متعلقات بالخصوص علم المصطلح والاسناد

4 خالص اسلامی تعلیمات کو عام کرنا' اور دینی کتابوں کی نشر واشاعت' دینی مشورے اور فتاویٰ اسلامیہ کی خدمات فراہم کرنا۔

5 علم مصطلح' ودراسۃ اُسانید' تخریج اُحادیث' قواعد جرح وتعدیل میں مختصر ومطول مدتی دورے، فارغین وطلباء کو تحقیق وتالیف، ترجمہ وتفتیش کی مشق وتربیت وغیرہ خدمات سے نوازنا۔

6 مختلف موضوعات پر سمینار (ندوات، محاضرات) رفاہ عامہ، خدمات انسانیہ پر مشتمل پروگراموں کا قیام۔

7 حفظ وفہم کتاب وسنت ودیگر اسلامی علوم وثقافت پر مبنی مقابلوں کا انعقاد۔

8 ان کے علاوہ نفع بخش علمی سرگرمیوں اور سماجی خدمات میں شرکت وپیش رفت،

مرکز کے عزائم ان شاءاللہ صادق ہیں، اللہ رب العزت توفیق حسن سے نوازے، آمین۔

پلاٹ ۵۸، ۶۵ شاہ آباد روڈ رالہ گوڈا، شمس آباد

فون 9849313744

E-mail: ibnehajar@yahoo.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾ (سورۃ البقرہ آیت: ۲۷۱)

اگر تم صدقے، خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ چھپا کر مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمہاری اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

زکاۃ کے اموال، اصناف، مقدار پر مخصوص علمی تالیف

اپنے مالوں کی زکاۃ کیسے ادا کریں؟!!

از:

ڈاکٹر محمد العمری أبو عبد اللہ عفی عنہ

(صدر وموسس: مرکز امام ابن حجر برائے علم وثقافت، وخدمات حدیث شریف)

تفصیلات کتاب

نام کتاب	:	كيف تزكي أموالك؟!
تصنیف	:	ڈاکٹر محمد بن عبد اللہ الطیار سلمہٗ اللہ
ترجمہ	:	اپنے مالوں کی زکاۃ کیسے ادا کریں؟!
از	:	ڈاکٹر محمد العمری أبو عبد اللہ
مشتملات	:	کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عدد صفحات	:	60
سنہ طباعت	:	۱۴۳۴ھ مطابق سنہ ۲۰۱۳ء
قیمت	:	-/50 روپے
کتابت وطباعت	:	عائشہ آفسیٹ پرنٹرس متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدر آباد۔۳۶، فون: 9391110835, 9346338145
ناشر	:	مرکز امام ابن حجر، حیدر آباد دکن، الہند

فون: 9849313744

ای میل: ibnehajar@yahoo.com

فہرست مضامین

سلسلہ	مضمون	صفحہ
۱	تمہید	7
۲	رکن اسلام: زکاۃ سے متعلق ضروری معلومات	7
۳	زکاۃ دینے پر قرآن سے دلیل	7
۴	مقدمہ	9
۵	کن مالوں میں زکاۃ فرض ہے؟	13
۶	سونا اور چاندی	13
۷	مال کی دوسری قسم	13
۸	مال تجارت وغیرہ کے ذریعہ کمائی	14
۹	زمین سے نکلنے والی چیز (دھات) وغیرہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی	14
۱۰	ثروہ حیوانیہ (جاندار چیزوں) سے زکاۃ کی مقدار	15
۱۱	جانوروں کے زکاۃ میں عام شرائط	15
۱۲	جانوروں میں زکاۃ فرض ہونے کی دلیل	16
۱۳	جانوروں کی زکاۃ کی کیفیت	16
۱۴	اونٹوں کے زکاۃ کی مقدار	17
۱۵	گائے کی زکاۃ	17

۱۶	بکرے (Sheeps)	18
۱۷.	بکروں میں زکاۃ	19
۱۸	کیا چھوٹے جانور (چوپایوں) میں زکاۃ ہے؟	19
۱۹	گھوڑوں میں زکاۃ کی ادائیگی	20
۲۰	سائی	21
۲۱	مختلف جانوروں کا آپس میں ملانا	22
۲۲	سونے اور چاندی کی زکاۃ	23
۲۳	سکوں (Cash) میں زکاۃ کا فرض ہونا اور اس کی دلیل:	24
۲۴	پیسوں کا نصاب اور زکاۃ کی مقدار کا بیان	25
۲۵.	دینار اور درہم کو گراموں (Grams) میں تبدیلی	27
۲۶	بازار میں رائج (سکہ) نوٹوں کا نصاب	28
۲۷	سعودی ریالوں میں نصاب زکاۃ کا بیان	29
۲۸	کچھ ضروری باتیں (تنبیہات)	30
۲۹	مال تجارت میں زکاۃ	31
۳۰	تجارتی مال میں زکاۃ ضروری ہونے کی دلیل	31
۳۱	تجارتی ساز وسامان میں زکاۃ ادا کرنے کے شروط	32
۳۲	سامان تجارت میں کتنی مقدار ہو	32
۳۳	مال تجارت کے زکاۃ کی کیفیت	32
۳۴	پھل، سبزی ترکاریوں کی زکاۃ	32

۳۵	سبزیاں، ترکاری اور پھلوں پر زکاۃ ادا کرنے کی دلیل	33
۳۶	پھلوں اور سبزیوں کے وہ اقسام جن میں زکاۃ ضروری ہے	34
۳۷	ترکاریوں اور پھلوں کے زکاۃ کا نصاب	34
۳۸	پھلوں اور ترکاریوں کے زکاۃ میں سال گذرنے کا اعتبار نہیں	35
۳۹	ترکاریوں اور پھلوں میں زکاۃ کی کیا مقدار ہے؟	35
۴۰	موجودہ ناپ تول کے آلوں میں کھیتی اور پھلوں کا نصاب	36
۴۱	شہد کی زکاۃ	38
۴۲	کیا شہد میں زکاۃ دینی ہوگی؟	39
۴۳	شہد کا کیا نصاب ہے اور کس قدر زکاۃ دینی ہے	40
۴۴	سمندری اور معدنی (دھات) وغیرہ میں زکاۃ	40
۴۵	معدن (دھات) کی تعریف	40
۴۶	مدفون مال اور معدنیات میں زکاۃ کا واجب ہونے کی دلیل	41
۴۷	معدن (دھات) کا نصاب زکاۃ	42
۴۸	معدنیات (دھات) کی زکاۃ کس قدر کی جائے گی؟	43
۴۹	کیا اندرون سمندر سے نکالی جانے والی چیزوں میں زکاۃ ہے؟	44
۵۰	کرایوں اور ذرائع آمدنیوں سے زکاۃ	44
۵۱	بنک نوٹ اور حصوں Shares کی زکاۃ	44
۵۲	ضمیمہ: عورتوں کے مخصوص مسائل زکاۃ	48
۵۳	زیوروں میں زکاۃ	48

۵۴	استعمال کے سونے چاندی کے زیورات میں زکاۃ دلیل	48
۵۵	کنکر پتھر سے مرکب زیوروں کی زکاۃ	50
۵۶	کسی عورت نے زکاۃ ادا کرنے سے پہلے سونا بیچ دیا تو وہ کیا کرے گی؟	51
۵۷	کیا میرے شوہر جی میری جانب سے زکاۃ ادا کریں گے اور کیا میرے بھانجے کو دی جائے تو کافی ہے؟	51
۵۸	بیوی اپنی زیور کی زکاۃ محتاج یا قرض دار شوہر کو دے تو کیا کوئی حرج نہیں!	52
۵۹	سگی ماں کو زکاۃ دی جائے گی؟	52
۶۰	استعمال کے برتنوں میں زکاۃ دینی نہیں ہوگی	52
۶۱	عورت کیا اپنی جانب سے مجاہدین کو زکاۃ ادا کرے گی؟	54
۶۲	زیور کی زکاۃ	55

❁❁❁

تمہید

رکن اسلام: زکاۃ سے متعلق ضروری معلومات

زکاۃ کی تعریف زبان عربی اور شرعی اصطلاح میں یوں وارد ہے

عربی میں زکاۃ کے معانی: بڑھنا اور زیادہ ہونا ہے اور تعریف پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: (فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ) (النجم آیت ۳۲)

ترجمہ: اپنے آپ کا تزکیہ نہ کرو، تعریف نہ کرو، اپنی بڑھائی آپ نہ بیان کرو۔

اور اسی طرح تطہیر بھی اس کا معنی ہے یعنی پاک کرنا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا) (الشمس آیت ۹)

ترجمہ: جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا۔

اور زکاۃ کے معنی اصلاح، عمدگی، نیکی کے بھی ہیں۔

اور شریعت میں زکاۃ کسی گروہ یا فرد کے مال میں خاص حق ہے جو مخصوص زمانے میں ادا کی جائے!

زکاۃ کا حکم یہ ہے کہ وہ ارکان اسلام میں سے ایک ہے۔ اس کا منکر کافر ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلانے والا ہے اور منکر ہے۔

زکاۃ دینے پر قرآن سے دلیل:

[1] (آتُوا الزَّكَاةَ) (البقرہ)

ترجمہ: اور زکاۃ ادا کرو

۳ (خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا) (سورہ توبہ ۱۰۳)

ترجمہ: آپ ان کے مالوں سے زکاۃ وصول کیجئے اور انہیں (اوران کے مال) پاک کیجئے اوراس کے ذریعہ مالوں میں اضافہ کیجئے۔

توزکاۃ یہ اوراس جیسی بے شمار آیات اوراحادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور مسلمانوں پر فرض ہے۔ دین کا اہم رکن ہے۔ منکر کافر ہے۔ وجوب القتل ہے۔ زکاۃ قرآن حدیث اوراجماع امت سے ثابت ہے اورسارے صحابہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ زکاۃ کا منکراور دینے سے ہاتھ روکنے والا واجب القتل ہے۔

یہ زیر نظر کتاب زکاۃ کے سلسلہ میں لکھی گئی ہے۔ مملکۃ سعودی عرب کے فقیہ شیخ جناب ڈاکٹر عبداللہ بن محمد الطیار۔ أعزہ اللہ۔ جامعۃ الامام ریاض سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازے گئے۔ ان کی یہ شاہکار تصنیف اگرچہ کہ حجماً مختصر ہے مگر علماً مفید تر ہے، خاص کر اصناف زکاۃ اور مقدار میں سنگ میل اور مشعل راہ ہے۔ اس لئے میں نے اس کا انتخاب کیا اور عربی میں ان کی اس شاہکار تصنیف: ''كَيْفَ تُزَكِّيْ اَمْوَالَكَ'' کا ترجمہ بتوفیق الٰہی میں نے بزبان اردو کی تمنا کی ہے کہ زکاۃ کی ادائیگی اور مقدار اہم ہے اس لئے دیگر دنیوی زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ ہوتا کہ لوگوں کو زکاۃ کس کس صنف میں کتنی ادا کی جائے معلوم ہو۔ اللہ اس کتاب کو امت کے لئے مفید بنائے اور میرے لئے باعث مغفرت بنائے۔ آمین یارب العالمین

ختم شد

تاریخ ۱۶ رشعبان المعظم ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۶ رجون ۲۰۱۳ء

بقلم: ڈاکٹر محمد العمری أبو عبداللہ عفی عنہ

بنجارہ ہلز روڈ نمبر ۱۴، حیدرآباد دکن

فون: 9849313744

مُقَدِّمَة

(اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ)

بے شک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، ہم اسی کی تعریفیں کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ مدداور مغفرت اسی سے مانگتے ہیں اور مانگتے رہیں گے۔ اپنے برے اعمال اور کالے کرتوتوں سے پناہ مانگتے رہیں گے۔ جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جس کو وہ گمراہ کردے اس کو ہدایت دینے (راہ راست پر لانے) والا اور کوئی نہیں ہے۔!

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾)

(سورہ آل عمران ۱۰۶)

(يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾) (سورہ نساء ۱)

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾)

(سورۃ الاحزاب ۷۰۔۷۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے جس قدر ڈرنے کا ہے اسی قدر ڈرا کرو اور (مرتے دم تک) اسلام ہی کی حالت پر برقرار رہو!

اے لوگو! تم سب اپنے رب سے ہی ڈرا کرو جس نے تم سب کو ایک جان (باپ) سے پیدا کیا، اور اس سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں بہت سارے مرد اور عورت بنائے اور تم اس ذات سے (ہمیشہ) ڈرتے رہنا۔ جو نگران کار ہے۔ رشتوں (سے بے وفائی) اور جس سے تم مانگا کرتے ہو، بے شک اللہ تم سب کا نگران کار ہے۔

اے اہل ایمان! اللہ ہی سے ڈرتے رہو! اور بات (کروتو) کھری اور سیدھی ہی کرو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔

حمد وثناء کے بعد واضح ہے کہ دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے زکوٰۃ مالی اور سماجی رکن ہے۔ توحید اور نماز کی پابندی کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی آدمی کو مسلمانوں کا ایک فرد بناتی ہے۔ ان سے وابستگی اور برادر اسلامی میں شمار کرتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١١﴾) (سورہ التوبہ ۱۱)

ترجمہ: اور اگر وہ توبہ کریں اور نمازوں کی پابندی اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں تو تم سب کے وہ دینی بھائی ہیں اور ہم جاننے والوں کے لئے کھلی اور واضح باتیں بیان کرتے رہیں گے!

اطلاع قرآن کے موجب زکوٰۃ اسلام کا تیسرا مضبوط ستون ہے جس کے بغیر عمارت نہ مضبوط ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اس پر کھڑے رہے گی۔

(اور بخوب معلوم ہو!) کہ زکوٰۃ مالدار کے نفس کا ناپسندیدہ عادت بخیلی سے تزکیہ ہے اور فقیر کے حسد (دل کی جلن) اور مال کے جمع کرنے والے سے راحت قلب ہے اور وہ ہمارے سماج کی حفاظت کا سامان ہے، جو کہ ہر فتنے، پھوٹ خانہ جنگی اور آپسی اختلاف کا علاج ہے اور ان حقائق

کا انکشاف درج ذیل فرمان الٰہی سے ہوتا ہے:

(خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾) (سورۃ التوبہ ۱۰۳)

ترجمہ: آپ (اے پیارے رسول ﷺ) ان کے مالوں سے صدقہ (زکوٰۃ) لے لیجئے گا جس کے ذریعہ آپ ان کو پاک وصاف کر دیں گے اور ان کے لئے دعا فرمائیے کیونکہ آپ کے (رحمت کی) دعا ان کے لئے باعث سکون اور اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے اور جاننے والا ہے!

(اور ہاں) زکوٰۃ اسلام کی جانب سے اجتماعی (باہمی) کفالت کا ساز وسامان ہے۔ اسلام یہ نہیں چاہتا ہے کہ اس کے ابناء میں سد رمق کے لئے کوئی تڑپے اور اس کی ستر پوشی اور زیب وزینت کے اسباب سے عاری رہے! (سردی اور گرمی) اور رہائش کے لئے انتظام سے خالی رہے۔ سارے اسباب زندگی سے مسلمان آسودہ حال رہنا ہی اسلام کی رضامندی ہے!

مسلمان کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنی ہی محنت اور (گاڑھی) کمائی سے وہ یہ سارے اسباب حاصل کرے اور اگر وہ ان پر قادر مطلق نہ رہے تو سماج اس کی پابجائی کرے گی اور اس کو بھوک مری، ننگے پن اور ذلت سوال Begging کا شکار ہونے نہیں دے گی!

زکوٰۃ اور صدقے کے اسلامی نظام میں محتاج اور فقیر کی سماجی حقارت سے حفاظت ہے۔ کہ وہ لوگوں کی بری نظروں کا شکار نہ بنے (اور ذلت وپستی اس کی قسمت نہ ہے)!

چنانچہ ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

(اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٧١﴾) (سورۃ البقرہ ۲۷۱)

ترجمہ: اگر تم صدقے، خیرات کو علی الاعلان دو تو یہ بڑا اچھا کام ہے اور اگر انہیں پوشیدہ طور پر فقیر اور محتاجوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اللہ تمہارے گناہوں کا کفارہ بنائے گا اور وہ تمہارے سارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

لہٰذا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ محتاج (اور کنگال) کے ساتھ بھلائی اور حاجت روائی امیر اور غریب میں خوش گوار تعلقات کا پیش خیمہ ہے۔

اس سلسلہ میں کسی نے کیا خوب ارشاد کیا ہے:

أَحْسِنْ إِلَى النَّاسِ تَسْتَعْبِدْ قُلُوبَهُمْ - فَلَطَالَمَا اسْتَعْبَدَ الْإِنْسَانَ إِحْسَانٌ

ترجمہ: لوگوں کے ساتھ آپ کا بھلا سلوک ان کے دلوں کو موہ لیتا ہے، کیونکہ احسان انسان کو گرویدہ (غلام) بنالیتا ہے۔

یاد رہے کہ! کہ زکوٰۃ مسلمانوں کے ہاں زندگی کا ایک اہم حصہ ہے اسی لئے ہمیں یہ ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں زندگی کے نئے تقاضوں کو (شریعت کی روشنی میں) جان لیں بالخصوص Shares , CreditCardes Chaques وغیرہ کے Systems سے خوب واقفیت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہاں یہ (زیر نظر) کتابچہ اگرچہ بڑا نہیں ہے مگر کثیر الفائدہ Use Full ہے کیونکہ اس میں زکوٰۃ کے اہم اور درپیش مسائل کی کچھ تفصیل ہے اور وہ یوں ہے:

[۱] جانوروں کی زکاۃ	[۲] سونے اور چاندی
[۳] کھیتوں کے محصول اور پھل	[۴] تجارتی ساز وسامان Business Articles
[۵] شہد وغیرہ	[۶] دھات اور سمندری ذخیرہ کی زکاۃ
[۷] Shares اور سندیں Bank Notes وغیرہ کی زکاۃ	

اور میں (مؤلف کتاب ڈاکٹر عبداللہ بن محمد الطیار) نے میری اپنی رائے زکوٰۃ کے آخری حصے میں Shares اور سندیں وغیرہ کے بیان میں درج کی ہے۔ میں نے اس کتاب کو لوگوں کے لئے فائدہ مند بنانے کے لئے ان کے فہم (سوچ اور سمجھ) کا خیال کرتے ہوئے اختصار کا پہلو مدنظر رکھا ہے۔

(اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ یہ کتابچہ سب کے لئے مفید اور ثمر آور بنائے)۔ آمین

کن مالوں میں زکاۃ فرض ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زکوٰۃ کے اموال، مقدار Quantity بیان نہیں کئے بلکہ ان کی تفصیل کا ذمہ ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے چنانچہ ارشاد گرامی ہے (وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾) (سورہ النحل ۴۴)

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو وہ سب بتائیں جو ان کے لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ لوگ خوب سوچ سمجھ سکیں!

البتہ قرآن نے ان مالوں کا مختصراً اشارہ کیا ہے جن کی تفصیل حدیث میں ہے اور ان کا یہ بیان ہے:

[۱] سونا اور چاندی:

ان کا ذکر اللہ کے اس قول میں ہے۔

(وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾) (سورہ التوبہ ۳۴)

ترجمہ: اور جو لوگ سونا اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کر رہے ہیں تو انہیں دردناک عذاب کی اطلاع کر دیجئے!

[۲] مال کی دوسری قسم:

غلہ اور پھل ان کے سلسلہ میں اللہ نے یوں فرمایا ہے:

(كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ﴿۱۴۱﴾) (سورہ الانعام: ۱۴۱)

ترجمہ: اور تم اس کے پھل کھاؤ جب کبھی وہ پھل دے اس کے فصل کاٹنے کے دن اس فصل کا حق ادا کرو!

[۳] مال تجارت وغیرہ کے ذریعہ کمائی

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ) (سورہ البقرہ:۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپ کی عمدہ کمائیوں سے خرچ کیا کرو۔

[۴] الخارج من الأرض من معدن وغیرھا۔

زمین سے نکلنے والی چیز (دھات) وغیرہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ﴿۲۶۷﴾) (البقرہ ۲۶۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ لوگوں کے لئے زمین سے جو دھات وغیرہ پیدا کی ہے (نکالی ہے)

ان اصناف کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے جن میں زکاۃ ضروری ہے کو اُموال (Wealths) وغیرہ کے لفظ سے تعبیر کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

① (خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۳﴾) (سورۃ التوبہ ۱۰۳)

ترجمہ: اے محمد ﷺ! آپ ان کے مالوں میں زکاۃ لیا کیجئے جو ان کے مالوں کو پاک کرتی ہے اور ان کو بڑھاتی ہے!

② (وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾) (سورہ المعارج ۲۴،۲۵)

ترجمہ: اور جن مالوں میں مانگنے اور نہ مانگنے والوں کے لئے مقررہ حصے ہیں۔

اب آگے چل کر ہم ان مالوں کے بارے میں گفتگو کریں گے جن میں زکاۃ مقرر ہے، اور اسی طرح ہر قسم میں ضروری مقدار بھی بیان کریں گے۔ اس طرح کہ اس وقت مہیا ہونے والی

چیزوں سے ہم موازنہ کریں گے۔ وزن، قیمت اور تول کا لحاظ رکھتے ہوئے ہم یہ کام کریں گے اور جن اُموال (زکاۃ) کے بارے میں ہم گفتگو کریں گے وہ حسب ذیل ہیں۔

ثروہ حیوانیہ (جاندار چیزوں) سے زکاۃ کی مقدار

انسان جن جانوروں سے نفع حاصل کرتا ہے اور جن کے ذریعہ اس رب نے اپنے بندوں پر احسان (عظیم) کیا ہے وہ [۱] اونٹ [۲] گائے [۳] بھیڑ بکری ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(وَالْاَنْعَامَ خَلَقَھَا ۚ لَکُمْ فِیْھَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْھَا تَاْکُلُوْنَ ﴿۵﴾ وَلَکُمْ فِیْھَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بٰلِغِیْہِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ط اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۷﴾) (سورہ النحل ۵۔۷)

اور جانوروں (چوپایوں) کو اس (رب) نے تمہارے لئے پیدا کیا جو گرمی پہنچانے اور نفع دینے کے علاوہ ان ہی کو کھاتے ہو، اور انہیں میں تمہارے لئے صبح اور شام حسن ہے اور وہ جانور آپ کے بوجھ کو اس مقام تک پہنچاتے ہیں جہاں تم بڑی تکلیف سے پہنچایا کرتے ہو، بے شک تمہارا پروردگار بڑا نرم اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

جانوروں کے زکاۃ میں عام شرائط

[۱] کہ وہ شرعی نصاب کے مقدار کے مطابق ہوں۔ کیونکہ زکاۃ صرف مالداروں پر ہی فرض ہے اور ہاں جن کے پاس یہ جانور اپنی ضرورت کے لئے ہیں تو ان میں زکاۃ فرض نہیں ہے۔ کیونکہ نصاب زکاۃ اونٹوں میں پانچ، اور بکریوں میں ۴۰ چالیس اور گایوں میں تیس ہے اور ان سے کم جانوروں میں زکاۃ فرض نہیں ہے۔

[۲] جانور والے کے پاس جانوروں پر ایک سال گذر گیا ہو۔

۳ جانور چرنے والے ہوں یعنی وہ ایک سال (یا اس سے زیادہ) عرصے سے چر رہے ہوں.

۴ وہ جانور کام کرنے والے نہ ہوں. یعنی ان جانور والے نے انہیں زمین جوتنے (اور ہل چلانے کا کام نہ کرنے والے) یا سامان کے منتقل کرنے والے یا بوجھ بردار نہ ہوں کیونکہ ایسے جانور اصلی ساز وسامان پر مشتمل ہیں جیسے کپڑے وغیرہ وغیرہ.

جانوروں میں زکاۃ فرض ہونے کی دلیل

اس کا ثبوت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اونٹ والا اس کا حق ادا نہ کرے! اور اس کا فائدہ اس کے گھر آنے کے بعد اس کا دودھ دھونا ہے اور جب قیامت کا دن آئے گا منہ کے بل زمین پر گرایا جائے گا.... وہ اونٹ اس کو اپنے کھروں سے روندے گا اور منہ سے کاٹے گا...... الخ

اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے روایت کی ہے.

جانوروں کی زکاۃ کی کیفیت

کسی مسلماں کے پاس پانچ عدد اونٹ ہوں اور ان کا ایک پورا سال گزر گیا ہو اور وہ اونٹ اس شخص کے قبضے میں ہوں تو اس آدمی کو ایک مینڈھا زکاۃ دینی ہے. اور اگر اس کے پاس دس اونٹ ہوں تو دو بکرے زکاۃ دینے ہوں گے. اور اگر پندرہ اونٹ ہوں تو تین بکرے دینے ہوں گے اور اونٹوں کی تعداد بیس ہو جائے تو چار بکرے زکاۃ دینے ہوں گے اور اگر اونٹوں کا عدد پچیس ہو جائے تو ان میں بنت مخاض زکاۃ میں دینا ہوگا اور اگر اس کے پاس بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون دے دے حتی کہ اونٹ ۳۶ ہو جائیں تو ان میں بنت لبون (دو سال کی اونٹنی) بطور زکاۃ کے لی جائے گی تاوقتیکہ اونٹ ۴۶ ہو جائیں اور پھر حقّہ (تین سال کے اونٹ) زکاۃ کے طور پر قبول کئے جائیں گے.

اور جب اونٹوں کی تعداد ۶۱ سے ۷۵ ہو جائیں تو ان اونٹوں میں جذعہ (یعنی چار سال

والا اونٹ زکاۃ میں لیا جائے گا اور اونٹ ۹۰ رہیں تو ان میں دو بنت لبون (دو سال کے دو) اور ایک سو بیس ہو جائیں تو ان میں دو حقہ زکاۃ لئے جائیں گے اور جب اس تعداد سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس اونٹوں کے بدلے ایک بنت لبون اور ہر پچاس اونٹوں میں ایک حِقّہ زکاۃ لیا جائے گا.

اور جب ایک سو بیس اونٹوں کی تعداد بن جائے گی تو ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حِقّہ لیا جائے گا اور آگے اسی طرح تعداد کا لحاظ کیا جائے گا.

اونٹوں کے زکاۃ کی مقدار

عدد		مقدار	عدد		مقدار واجب
۵	۹	ایک بکری	۳۶	۴۵	بنت لبون
۱۰	۱۴	دو بکریاں	۴۶	۶۰	حِقّہ
۱۵	۱۹	تین بکریاں	۶۱	۷۵	جذعۃ
۲۰	۲۴	چار بکریاں	۷۶	۹۰	دو بنت لبون
۲۵	۳۵	ایک بنت مخاض	۹۱	۱۲۰	دو حقّہ

گائے کی زکاۃ:

کسی مسلمان کے پاس تیس سے انچالیس گائے ہوں تو اس میں بچھڑا تبیع (جس کا ایک سال مکمل ہو) زکاۃ میں دینا ضروری ہے اس کا نام تبیع اس لئے رکھا گیا کہ وہ اپنے ماں کے تابع ہے. اور جب وہ شخص ۴۰ سے ۵۹ کا مالک ہو تو ان میں مُسِنَّۃ جس کے دو سال مکمل ہو جائیں. زکاۃ میں ادا کرنا ہوگا اس کا نام مُسِنَّۃ اس لئے ہے کہ اس کے دو سال مکمل ہو گئے.

اور جب وہ شخص ۶۰ سے ۶۹ گایوں کا مالک ہو جائے تو اس شخص پر دو تبیع بچھڑے دینے

ہوں گے اور وہ شخص جب ستر گایوں کا مالک ہو جائے تو ستر سے ۷۹ تک ایک تبیع اور مسنہ (دو سال کے گائے) زکاۃ میں ادا کرنے ہوں گے اور اس کے بعد ہر تیس گایوں میں ایک تبیع یعنی سال بھر کا اور پھر جس قدر تعداد بڑھے: اس قدر زکاۃ میں ادا کرنا ہے۔

گایوں کے زکاۃ کا ٹیبل

عدد		واجب مقدار
۳۰	۳۹	ایک سال کا بچھڑا
۴۰	۵۹	دو سال کا ایک بچھڑا
۶۰	۶۹	ایک سال کے دو بچھڑے
۷۰	۷۹	دو سال کا اسی طرح اور ایک سال کا بچھڑا

اور جب وہ گائے اسّی اور اسّی سے زائد ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک سال کا بچھڑا اور ہر چالیس میں دو سال کا بچھڑا اور ہر نوے میں تین ایک سال کے بچھڑے۔ اور ہر سو میں ایک دو سال کا بچھڑا۔ اور ایک سال کے دو بچھڑے اور ہر ایک سو دس میں دو سال کے گائے اور ہر ایک سو بیس میں تین دو سال کے بچھڑے یا چار سال کے بچھڑے۔

بکرے (Sheeps)

جب کوئی مسلمان فرد ۴۰ اور پھر ایک سو بیس بکروں کا مالک ہو تو اس پر ایک بکرا واجب الأداء ہے اور جب وہ دو سو ہو جائیں تو ان میں دو بکرے دینے ہوں گے اور پھر جب بکروں کی تعداد ۳۰۱ ہو جائے تو تین بکرے اور جب ۴۰۱ ہو جائیں تو چار بکرے زکاۃ میں ادا کئے جائیں گے اور پھر پانچ سو بکرے ہوں گے تو پانچ بکرے زکاۃ دینے ہوں گے اور اس کے بعد ہر سو بکروں میں ایک بکرا دینا ہوگا۔

بکروں میں زکاۃ

العدد		(الواجب) مقدار واجب
۴۰	۱۲۰	ایک بکری
۱۲۱	۲۰۰	دو بکریاں
۲۰۱	۲۹۹	تین بکریاں
۴۰۰	۴۹۹	چار بکریاں
۵۰۰	۵۹۹	پانچ بکریاں

پھر ہو سو بکریوں میں ایک بکری دینی ہوگی چاہے تعداد جتنی بھی ہوتی رہے!

جانوروں (مویشیوں) سے متعلق مسائل زکاۃ

کیا چھوٹے جانور (چوپایوں) میں زکاۃ ہے؟

اس مسئلے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ چھوٹے جانوروں پر زکاۃ ہی نہیں ہے اور اگرچہ کہ وہ نصاب کو پہنچیں اور اس کے نزدیک چھوٹے اونٹ اور گائے اور بکریوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اور کسی نے چھوٹے بکرے یا اونٹ، یا گایوں میں کوئی تفریق نہیں کی ہے تو وہ دوسرے جانوروں میں زکاۃ واجب قرار دیتے ہیں اور پہلے میں نہیں!

اگر جانور سب کے سب چھوٹے ہوں تو ان میں زکاۃ کے واجب نہ ہونے کے قائل ہیں۔

البتہ اگر جانور چھوٹے جانوروں اور بڑے جانوروں میں ملے جلے ہوں تو ان میں زکاۃ ہے۔

البتہ جو چھوٹے جانور اگر وہ نصاب کو پہنچ جائیں تو ان چھوٹوں میں زکاۃ واجب ہے تو ان میں نصاب کے مطابق زکاۃ لی جائے گی۔

ہاں اگر جانور چھوٹے اور بڑے میں ملے جلے ہوجائیں توان کے زکاۃ میں چھوٹا چنندہ لیا جائے گا. اور چھوٹا بکرا لیا جائے گا.

اور زکاۃ وصول کرنے والا آدمی سلف صالحین کے زمانے میں چھوٹے بکرے کا لحاظ رکھتا ہے اور اس کو زکاۃ میں لینا نہیں تھا.

صاحب مغنی نے یوں کہا ہے کہ اگر کوئی شخص چھوٹے بکریوں کا مالک ہوجائے تو اس کے مالک پر زکاۃ کا ایک سال پورا ہوجائے گا جب سے کہ وہ اس کا مالک ہو. امام أحمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ اس کا ایک سال نہیں ہوگا جب تک کہ زکاۃ میں اس کے قبول ہونے کا ایک سال نہ ہو اور یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور اسی طرح کا قول امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے.

اور حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی شاہکار تصنیف (مجموع الفتاوی) میں فرمایا ہے کہ جب بکرے چالیس کی تعداد کو پہنچ جائیں چاہے وہ بڑے ہوں یا چھوٹے تو ان میں زکاۃ دینی پڑے گی جب کبھی ان پر ایک سال مکمل ہوجائے.

گھوڑوں میں زکاۃ کی ادائیگی:

علم دین والوں نے یہ طئے کیا ہے کہ مسلمان اپنی سواری کیلئے یا بوجھ برداری کے لئے گھوڑا اخاص کر لیتا ہے تو ان میں زکاۃ دینی نہیں ہے. اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مخصوص کردہ گھوڑوں میں زکاۃ نہیں ہے. چاہے وہ گھوڑے عام چراگاہوں میں چرنے والے ہوں یا ان کو چرائے گئے ہوں کیونکہ وہ گھوڑے اپنے مالک کے ضرورت کے ہوں گے. اور ہم بتلا رہے ہے کہ مالِ زکاۃ ہمارے قاعدے کے مطابق وہ بڑھنے والا مال ہے جو ضرورت سے زیادہ ہوجائے.

اور لوگوں نے جن گھوڑوں کو تجارت کی غرض سے اپنایا ہے تو ان گھوڑوں میں زکاۃ ادا کرنی ہوگی. کیونکہ تجارت کے لئے مال تیار کرنا بڑھانے اور ضرورت سے زائد مال رکھنے کی دلیل ہے. چاہے وہ چرنے والے ہوں یا چارہ دیئے گئے ہوں. کیونکہ وہ اس حالت میں مال تجارت شمار کئے جائیں گے جو کہ فائدے کی خاطر خریدے اور بیچے جانے والے جانور، پودے اور جمادات

کہلائیں گے. علم والوں نے یہ قاعدہ بھی بنایا ہے کہ سال بھر یا بیشتر مدت چرائے گئے گھوڑوں میں زکاۃ نہیں ہوگی کیونکہ فقہاء کے پاس جانوروں میں زکاۃ واجب ہونے کے لئے چرانا ہے!

امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاہکار تصنیف بدائع الصنائع میں اس سلسلہ میں علماء کا اجماع ذکر کیا ہے.

اب رہی یہ بات کہ مسلمان جانوروں کو اولاد حاصل کرنے اور ان کے نسل کو بڑھانے کے لئے صرف مادہ گھوڑے اپنائیں اور یہ علماء کے درمیان اختلاف کی جگہ ہے کیونکہ ان میں صحیح اور معتبر یہ ہے کہ ان میں زکاۃ نہیں ہے. کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''ولیس علی المسلم فی عبدہ ولا فی فرسہ صدقۃٌ'' (صحیح مسلم) کہ مسلمان کے اپنے غلام اور گھوڑے میں زکاۃ نہیں.

ساعی

(زکاۃ وصول کرنے والا) جانوروں کے زکاۃ میں کس قدر لے گا.

ساعی احکام زکاۃ اس قدر جانے کہ وہ مقدار جائز لے اس طرح کہ وہ ضروری تعداد سے نہ زیادہ لے اور نہ اس سے کم اور یہ ضروری ہے کہ مناسب عمر کا حاصل کرے کیونکہ اس سے کم جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس سے فقیروں (محتاجوں) کو نقصان پہنچانا ہے اور نہ ہی اس سے زیادہ مقدار والا جائز ہے کیونکہ اس سے مالداروں کے حق میں کمی کرنی ہے جس طرح کہ بیمار، عیب دار، بڑے اور کھوسٹ عمر والے جانور سے گریز کرنا ہے، کیونکہ وہ فقیر کے کام کی چیز نہیں ہے اور اس کے عوض خوب کھانے والے جانور سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ وہ موٹا (فربہ) ہے جو کہ کھانے کی غرض سے تیار کیا گیا ہے.

اور الرّبی: یعنی وہ جانور جو اپنے بچے کی تربیت کرتا ہے اور الماخض وہ جانور ہے جو کہ حامل ہے.

اور الفحل: سانڈ جانور جو کہ نفیس اور عمدہ مالوں میں سے ہے اور اس کا لینا مالدار کو

نقصان پہنچاتا ہے اوراس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلام اپنے عادلانہ شریعت کی وجہ سے فقیر اور مالدار کے مصلحتوں کی پرواہ کرنے والا ہے تو اس نے مالداروں کے حقوق کی رعایت ان کے سالوں میں کی ہے تاکہ زکاۃ کی شریفانہ غرض کو بجالائے ۔اور اسلامی سماج میں آپسی تعاون اور یگانگت کو برقرار رکھا جائے

مختلف جانوروں کا آپس میں ملانا

(ا) دو مجموعوں کا آپس میں ایک ہوجانا جب وہاں دو مسلمان فرد ہوں .ان میں سے ہر ایک کے لئے اونٹ ، گائے اور بکرے کی تعداد برابر ہو اور ان کا چرواہا ایک ہو اور ان جانوروں کا چراگاہ بھی ایک ہو اور نر جانور ایک ہو تو وہ ملے جلے ہوں گے اور زکاۃ وصول کرنے والا ان جانوروں میں زکاۃ لے گا اس طرح کہ وہ ایک ہی ہیں، اور ان کے ملے جلے ہونے کا اعتبار نہیں کرے گا اور جانوروں کے دو مجموعوں میں جانور کے مالک اپنے حصوں کے برابر بانٹ لیں گے ۔اگر دو مجموعوں میں سے ایک کے دس بکرے ہوں تو دوسرے کے تیس ہوں گے اور زکاۃ وصول کرنے والا جس قدر لینے کی اجازت ہوگی اس قدر ہی وہ وصول کرلے گا اور اس کی مقدار ایک ہی بکرا ہوگا تو اس طرح دس والا پاؤ اور تیس بکروں والا تین پاؤ نہیں ادا کرے گا۔

(ب) جانوروں کی جتنی قسمیں ہیں وہ جانور ہر قسم کے ساتھ ملائے جائیں گے چنانچہ مینڈھا اور بکرا دو الگ الگ قسمیں ہیں اور گائے اور بھینس بھی دو الگ قسمیں ہیں اور بختی (خراسانی) اونٹ اور عرب کی عمدہ اونٹنیں بھی دو الگ قسم کی ہیں تو زکاۃ دیتے وقت ہر قسم اپنی قسم کے ساتھ ملائی جائے گی اور زکاۃ ادا کی جائے گی ایک سے زائد (قسموں) کے جانور سے .اس کے آگے اللہ بہتر جانتا ہے!

(ج) یہ بات درست نہیں ہے کہ زکاۃ کے خوف سے الگ الگ جانوروں کو ایک جگہ (ایک مجموعہ) میں اکٹھے کئے جائیں اور مختلف قسم اور مالک کے جانوروں کو ایک جگہ جمع کئے جائیں کیونکہ یہ زکاۃ ادا نہ کرنے یا کم ادا کرنے کا حیلہ اور زکاۃ کم دینے یا بچانے کا حیلہ ہے ۔ چونکہ ان کاموں

سے فقراء کو زکاۃ نہ دینے اور انہیں نقصان کا ڈر ہے ۔

اس امر کی مزید وضاحت کے لئے ایک مثال پیش خدمت ہے کہ دو آدمی ہیں جو چالیس بکروں کے مالک ہیں اور انہوں نے انہیں یکجا کیا اور جب زکاۃ دینے کا وقت قریب آتا ہے تو انہوں نے بکروں کو الگ کردیا تاکہ زکاۃ ادا نہ کرنی پڑے۔!؟

یا دو آدمی ہیں جو دو سو بکروں کے مالک ہیں تو انہیں تین بکرے زکاۃ میں ادا کرنے ہوں گے اور جب زکاۃ وصول کرنے والے کا وقت قریب آجائے تو بکروں کو الگ کرلئے جاتے ہیں تاکہ ہر بکروں کے مجموعے کے مالک پر ایک ہی بکرا دینا ہوگا۔

یا ایک اور صورت ہے کہ وہ دونوں شخص دو دو سو اور دو ملے جلے بکروں کے مالک بھی ہیں تو ان میں تین بکرے دینے ہوں گے .زکاۃ وصول کرنے والے کے آنے سے پہلے بکروں کو الگ کرلیا جاتا ہے تاکہ ہر ایک پر ایک ہی بکرا فرض ہو۔

جبکہ ان دونوں آدمیوں پر ایک ہی بکرا فرض ہو تو یہ سب کچھ درست نہیں ہے کیونکہ ان صورتوں میں زکاۃ کو ختم کرنے یا کم دینے کے سلسلہ میں حیلہ ،مکر اور فریب (دھوکے) سے کام لینا ہے!

سونے اور چاندی کی زکاۃ

پرانے زمانوں میں نقود پیسے (Cash) لینا دینا DEALING رائج نہیں تھے البتہ لوگ تبادلہ (ادل بدل) کے طور پر مال تجارت لیا اور دیا کرتے تھے اور یہ ایسا نا روا (نازیبا) طریقہ ہے جو بڑے سماجوں کے لئے درست نہیں ہے۔اور لوگ لین دین میں اس طرح عادی ہوگئے کہ سونا اور چاندی کے ذریعہ ہی آپسی لین دین ہونے لگا کیونکہ دوسرے سکّوں کی بہ نسبت ان میں بڑی خوبیاں پائی جاتی ہیں اور جس زمانے میں ہمارے پیغمبر رسول اللہ ﷺ مبعوث فرمائے گئے تو لوگوں کا لین دین ان ہی سکوں (نقدوں) پر رائج تھا سونا دیناروں کی شکل اور چاندی درہموں کی شکل میں رائج پائے تھے اور یہ سکے انہیں قرب و جوار کی امتوں سے پہنچا کرتی تھیں جب کہ انہیں

یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے ایک متعین (مقرر) سکہ بنایا تھا.

سکّوں (Cash) میں زکاۃ کا فرض ہونا اور اس کی دلیل:

نقد (Cash) میں زکاۃ فرض ہونے کی دلیل: اللہ کا یہ ارشاد ہے:

(والذین یَکْنِزُون الذَّھَبَ والْفِضَّۃَ وَلَا یُنفِقُوْ نَھَا فِیْ سَبِلِ الله فَبَشِّرْ ھِمْ بِعَذَابٍ أَلِیْمٍ)

اور جو لوگ سونا، چاندی کو جمع (ذخیرہ) کرتے چلے جاتے ہیں اور انہیں وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں تو انہیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے.

(یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ط ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾)

(سورہ التوبہ: ۳۴، ۳۵)

ترجمہ: جس دن انہیں دوزخ کے عذاب میں جلایا جائے گا اور اس آگ سے ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا). یہ ہے جس کو تم لوگوں نے اپنے آپ کے لئے ذخیرہ بنایا لو چکھو (اور مزہ پاؤ) جس کو تم چھپا چھپا کے جمع کیا کرتے تھے.

حدیث سے دلیل: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی جو درج ذیل ہے:

" مَامِنْ صَاحِبِ ذَھَبٍ وَلَا فِضَّۃٍ لا یُؤَدِّي مِنْھَا حَقَّھَا إلَّا إِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صُفِحَتْ لَہُ صَفَائِحَ مِنْ نَارٍ ۔ إلی قولہ: فَیَرَیٰ سَبِیْلَہُ إِمَّا إلی الْجَنَّۃِ، وإِمَّا إِلَی النَّارِ "(۱)

ترجمہ: سونا اور چاندی کا مالک ان کا حق (اللہ کی راہ میں) ادا نہیں کرتا ہے۔

۱۔ اس حدیث کو امام بخاری (۹۱/۳) اور امام مسلم رحمۃ اللہ نے (۷۰/۳) نے روایت کی ہے۔

تو وہی مال بروز قیامت جس کے طبقے (Plates) بنائے جائیں گے اور دوزخ کے آگ میں ان سے وہ تپائے جائیں گے. اس کے پیشانی اور پیٹ کو داغا جائے گا اور آگ میں ایسے دنوں اور اوقات میں وہ تپائے جائیں گے جن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوں گے پھر بندوں کا فیصلہ ہوگا تو ہر فرد اپنی راہ یا تو جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف پائے گا.

پیسوں کا نصاب اور زکاۃ کی مقدار کا بیان

اس سلسلہ میں بے شمار أحادیث آئی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ روپیوں کا نصاب اور ان میں زکاۃ کی مقدار بتلاتی ہیں. ان میں سے کچھ حدیثوں کا یہ بیان ہے.

[۱] أبوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"لیس فیما دون خَمْسَۃِ أوْسُقٍ صدقۃٌ، ولا فِیمَا دَونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَۃٌ، ولا فیما دون خمس أواقٍ صدقہ (صحیح مسلم ۶۶/۳۔۶۷)

ترجمہ: پانچ وسق (غلے) سے کم میں زکاۃ واجب نہیں ہے. اور اسی طرح پانچ عدد جانوروں سے کم میں زکاۃ واجب نہیں ہے. اور اسی طرح پانچ اوقیہ (چاندی) سے کم میں زکاۃ واجب نہیں ہے.

[۲] حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کی ہے: "لَیْسَ فیما دون خمس أواق من الورقِ صدقۃ" (صحیح مسلم ۶۶/۳۔۶۷)

ترجمہ: چاندی پانچ اوقیوں سے کم میں صدقہ فرض نہیں ہے.

[۳] أنس رضی اللہ عنہ سے کتاب الصدقات میں وارد مشہور حدیث جس کو أبوبکر رضی اللہ عنہ نے أنس بن مالک رضی اللہ عنہ کو عمل پیرا ہونے کی ہدایت لکھی جبکہ آپ بحرین میں حکمران تھے. اس خط میں درج ذیل أحکام رہے:

"وِفِي الرِّقۃِ فی مائتی درھم رُبُعُ الْعُشر ..... إلا أن یَشَاءَ رَبُّھَا" (۲) اور چاندی میں دوسو درہم میں دس کا پاؤ دینا پڑے گا اور اگر ۱۹۰ ہوں تو ان میں زکاۃ نہیں ہے. اور اگر

چاندی والا چاہے تو کچھ دے

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (۱) نے کہا ہے: کہ چاندی کا مقدار نصاب پانچ (۲) اوقیے ہیں۔ نص حدیث کے بموجب دوسو درہم اور اسی پر اجماع ہے اور البتہ سونا پانچ مثقال نصاب ہے اور اسی پر اجماع ہے (۳)

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اور اس سلسلہ میں قول معتبر یہ ہے کہ چاندی کا نصاب: دوسو درہم ہے اس میں علماء اسلام رحمھم اللہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اور ابراہیم بن المنذر رحمہ اللہ نے کہا ہے: اہل علم حضرات نے ان مسائل میں اتفاق کیا ہے کہ سونا جب بیس مثقال (۴) کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس میں زکاۃ نہیں ہے اس سلسلہ میں حضرت حسن (البصری رحمہ اللہ) سے جو منقول ہے، وہ معقول ہے۔

ان سارے أقوال اور نصوص واضحہ سے سونے اور چاندی کا نصاب سنت (حدیث) اور اجماع امت سے ثابت ہوا ہے کہ وہ بیس مثقال دینار سونے کا نصاب ہے اور دوسو درہم چاندی کا نصاب ہے۔

اور اب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ سونے اور چاندی میں مقدار زکاۃ (نصاب) دس کا پاؤ حصہ ہے، اور وہ سونے میں آدھا دینار ہے اور چاندی میں پانچ درہم ہے۔

حضرت (علامہ ابن خلدون (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مقدمے میں فرمایا ہے کہ (اے بھائی) خوب جان لو کہ اسلام کے ابتدائی دور صحابہ تابعین کے زمانے سے یہ بات معلوم ہے کہ درہم

۱۔ صحیح مسلم کے شارح اور ان کی شرح کو سب شرحوں پر الحمد للہ فوقیت حاصل ہے

۲۔ یعنی دوسو درہم

۳۔ شرح صحیح مسلم (۷/۴۸)

۴۔ چالیس درہم

شریعت کے رو سے دس کے برابر ہے جس میں سونا سات مثقال ہے، چاندی کے اوقیہ چالیس درہم کا ہے اور وہ چاندی کا سبع اعشار یعنی دس کا ساتواں حصہ ہے۔

سونے کے مثقال کا برابر وزن بہتر جو کے دانوں کے برابر ہے جو درہم کے ۱۰/۷ اور پچپن دانوں کے برابر ہے، اور یہ ساری مقداریں اجماع امت کے ذریعہ ثابت ہیں۔

امام خطیب شربینی نے مغنی المحتاج (۱/ ۳۸۹) میں فرمایا ہے کہ مثقال کی مقدار زمانہ جاہلیت اور اسلام میں ۷۲ دانے رہے، اور وہ معتدل جو ہے جس کا چھلکا نہیں اتارا گیا اور اس کے دونوں جانب کاٹ دیئے گئے جو کہ چھوٹا اور باریک اور لمبا ہو ہر چودہ مثقال.... یہاں تک کہ کہا کہ درہم کے پچپن دانے ہوئے۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی شرح صحیح مسلم (۷/ ۵۲) میں فرمایا ہے کہ ہمارے ہم نواؤں نے کہا ہے کہ زمانۂ اول کے لوگوں نے اس معلوم وزن کے اندازے پر اتفاق کیا ہے کہ درہم کے چھ دانق ہیں اور ہر دس درہم کے سات مثقال ہیں اور مثقال کی مقدار میں نہ زمانہ جاہلیت میں تبدیلی آئی اور نہ اسلام کے بعد آئی ہے۔

اور حضرت امام مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے (۱) کہ مثقال کی مقدار درہم اور تین ساتواں درہم ہے اور ایک درہم چھ دانق کے برابر ہے اور دانق کے دو قیراط ہیں اور پھر فرمایا ہے کہ حبہ چھٹا اور آٹھواں درہم ہے اور وہ درہم کے اڑتالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

دینار اور درہم کو گراموں (Grams) میں تبدیلی

گذرے ہوئے نصوص (عبارتوں) سے یہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ دینار بہتر ۷۲ گرام ہے اور درہم کے ۷/۱۰ مقدار ہے اور اسی بناء درہم احتیاطاً ۵۱ (گرام) ہے۔

اور اس طرح دینار اور درہم کو گراموں میں تبدیل کرنا آسان ہے اس طرح کہ شعیر (جو) کے دانوں کے برابر وزن کئے جائیں۔ اور الحمد للہ میں نے اکثر مناسبتوں میں جو کے دانوں

(۱) دیکھئے القاموس المحیط (۳/ ۳۴۳)

کا تنہا اور ملا جلا کئی شکل میں وزن کیا ہے۔ اور اسی طرح سونے کے تاجروں کے کئی ترازو میں میں نے تجربہ کیا ہے تو ایسے نتیجے رونما ہوئے جو حسب ذیل ہیں۔

دینار کا وزن 3¾ یعنی تین اور پونہ گرام ہے اور درہم کا وزن دو اور ایک تہائی ہے اور اسی طرح دو گرام اور کچھ ہے۔

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جن جو کے دانوں کو آپ نے وزن کیا ہو کہ وہ متوسط ہوں اور جس کا چھلکا لمبا اور دونوں طرف کٹے ہوئے ہوں..... جیسا کہ اہل علم کے ہاں اس کی صفت بیان کی گئی ہو تو اس طرح گراموں میں سونے کا نصاب ۷۰ ستر گرام ہوا اور حاصل ضرب ۲۰ دینار اور ساڑھے تین گرام ہے۔ ۲X۵ ۳=۷۰ غرام) اور چاندی کا نصاب زکاۃ ۴۶۰ گرام ہے اور حاصل ضرب دو سو درہم اور ۳/۱۰ گرام ہے (۲X۲۳=۶۷ گرام)

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ میں نے کم سے کم تعداد کو احتیاطی ترجیح دی ہے کیونکہ وہ مسلمان کے حق سے براءت اور فقراء کے حقوق میں احتیاط کا سبب ہے۔ وہ تو اس بناء جو ستر گرام سونا کا مالک ہو تو نصاب اس کا ہے اور اس سونے میں دس کا چوتھا ادا کرنا ہے اور وہ (۷۵) گرام ہے اور پھر چاندی کا نصاب چار سو ساٹھ گرام ہے، اور اس میں زکاۃ ساڑھے گیارہ گرام ہے۔

بازار میں رائج (سکہ) نوٹوں کا نصاب

جب مسلمان کے ہاں سونا اور چاندی نصاب کو پہنچ جائے یا کوئی شخص رائج الوقت سکہ (نوٹ) کی زکاۃ ادا کرنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ زکاۃ کی ادائیگی کے وقت ایک گرام سونے اور چاندی کا بھاؤ (قیمت) دریافت کی جائے اور پھر سونے یا چاندی میں زکاۃ ادا کی جائے اور وہ دس کا پاؤ حصہ ہے۔

ڈھائی (2½) اس کتاب کی تصنیف کے وقت یعنی 1405-7-26 بروز منگل ایک گرام سونے کی قیمت: ۳۷ ریال سعودی رہی اور جو شخص چاندی کی نصاب زکاۃ۔ چار سو ساٹھ گرام کا

مالک ہو تو ڈھائی (2½) فیصد زکاۃ میں دے اور اس کی مقدار 11½ ساڑھے گیارہ گرام اور اس کی قیمت ۸.۵ ریال سعودی ہے جس کی قیمت بدلتی رہتی ہے۔

لہٰذا اسلامی ملک کا کوئی مسلمان نصاب زکاۃ کے مطابق سونے اور چاندی کا مالک ہو تو وہ برابر کی زکاۃ اپنے ملک کے نصاب کے مطابق ادا کرے۔ یاد رہے کہ سونے اور چاندی میں زکاۃ کی مقدار ملک کے سکے کے برابر مقدار ادا کرے اور یہ کام الحمد للہ آسان ہے اور اب رہی بات کہ ساری تعریفیں اور احسان اللہ ہی کے لئے ہیں۔

سعودی ریالوں میں نصاب زکاۃ کا بیان

مملکت سعودی عرب کا سکہ رائجہ (Currancy) چاندی کے لحاظ سے اندازہ کیا گیا ہے۔

جب کبھی مسلمان سونا اور چاندی میں نصاب کا مالک ہو جائے یا وہاں کا باشندہ اپنی زکاۃ رائج نوٹوں Currancy کے ذریعہ ادا کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ زکاۃ کی ادائیگی کے وقت سونے اور چاندی کے گرام کی قیمت دریافت کرے اور اس کے بعد وہ ڈھائی فیصد زکاۃ ادا کرے۔ (۱)

مثال کے طور پر چاندی کے نصاب کی قیمت بروز منگل ۲۶/۷/۱۴۰۵

۳۲۲۰ ریال ہے تو اس کی زکاۃ 80.5 ریال ہے تو اس طرح جس کے پاس 3220 ریال ہوں تو وہ 80.50 ریال زکاۃ ادا کرے گا۔

حضرت شیخ أبوبکر الجزائری رحمہ اللہ کا قول ہے: سونا جب اپنے نصاب کو پہنچ جائے تو زکاۃ اس میں ضروری ہے اور اس کا نصاب بیس دینار یعنی ساڑھے ۷۳ ہیں۔

اور وہ اپنی کتاب میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں: اوقیہ چالیس درہم ہیں جب چالیس کو پانچ سے ضرب دیئے جائیں تو جواب دو سو درہم ہے اور وہ درہم کے حساب میں چاندی کا نصاب ہے

---

(۱) اس حقیقت سے واقف ہونا چاہئے کہ یہ نصاب فی گرام چاندی کا بھاؤ وقتاً فوقتاً بدلتا رہتا ہے اور اسی نمونے پر دوسری چیزوں کا قیاس ہونا چاہئے!

اور گراموں میں نصاب ۴۶۰ گرام چاندی ہے اور اس میں زکاۃ دس کا پاؤ حصہ ہے جس طرح کہ سونے میں ہے۔

حضرت شیخ ابوبکر الجزائری (الجمل زکاۃ العمل) میں ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں.....

اس طرح کسی کے پاس کوئی بھی سکہ ستر گرام سونے کی قیمت کے برابر ہو تو اس میں زکاۃ ہے تو اس طرح ہر سکہ میں ڈھائی فیصد زکاۃ ادا ہوگی تو معاملہ آسان ہے کہ کسی مسلمان کے پاس مال ہو اور اس پر سال گزر جائے تو وہ شخص سونے چاندی کے تاجر کے پاس آئے اور ۷۰ گرام سونے اور ۴۶۰ گرام چاندی کی قیمت معلوم کرے اور اگر وہ حسب نصاب ہے تو اس پر زکاۃ ہے ورنہ نہیں ہے۔

کچھ ضروری باتیں (تنبیہات)

[۱] یہ معلوم ہو کہ سونا چاندی کے ساتھ ہوگا اور اسی طرح ان دونوں کے ساتھ ہر شہر کا سکہ ملایا جائے گا تو جس کے پاس ستر گرام سے کم سونا ہو اور پھر چاندی یا اس مقام کا مال ستر گرام کی تکمیل کرے تو اس پر زکاۃ واجب ہے اور اس طرح سارے مالوں میں زکاۃ ہے۔

[۲] علم والوں کا ایک گروہ اس رائے پر ہے کہ سونے کا نصاب ۸۵ گرام اور چاندی کا ۵۹۵ گرام ہے۔

یہ رائے ہماری نظر میں غالب نہیں ہے(۱) کیونکہ درج ذیل دو وجوہات ہیں۔

(۱) مسلمان کی دینداری اور براءت ذمہ اور ہمارے فقیر بھائیوں کا خیال کیا جائے تو کم از کم کا لحاظ رکھا جائے اور وہی احتیاط بھی ہے۔

---

(۱) البتہ ہمارے شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل ہیں کیونکہ انہوں نے ماہ رمضان کی مجلسوں پر مشتمل کتاب صفحہ نمبر ۲۳ پر لکھا ہے کہ (اسلامی دینار کا وزن ایک مثقال ہے اور اس کا وزن سوا چار گرام ہے تو اس طرح سونے کا نصاب ۸۵ گرام ہے اور چاندی کا نصاب دو سو دینار اسلامی ہے جو کہ ۵۹۰ گرام ہے...

(۲) ہمارے اندازے کے مطابق سونے کا نصاب ۸۵ گرام اور چاندی کا نصاب ۵۹۵ گرام ہے۔

مال تجارت میں زکاۃ

مال حرام کی تجارت مسلمانوں کے لئے حرام ہے اس کے علاوہ مسلمانوں کو تجارت کرنے کی پوری اجازت ہے۔

اور مسلمان تاجر Businessman جو امیر اور دولت مند ہے اور تجارت میں خوب ثروت اور مال لگاتا ہے تو اسلام نے اس پر سالانہ زکاۃ فرض قرار دیا جو کہ اللہ کی نعمت کے شکر کے طور پر اور اپنے حاجت مند بھائیوں کی حاجت روائی کے طور پر ادا کرتا ہے اور اسی طرح وہ حصہ لیتا ہے۔ مسلمانوں کے مصلحت عامہ میں جس کا نفع مسلمان مجتمع (سوسائٹی) کو پہنچانا ہے۔ لہٰذا اس طرح کے مسائل کے سلسلہ میں فقہائے اسلام نے دلچسپی لی اور اس سلسلہ میں وہ مستقل بحثیں اور کتابچے لکھ چکے ہیں جن کے نام اسباب تجارت اور ساز مال سامان کا نام دیا اور اس ضمن میں جو مال خرید و فروخت کے لئے مخصوص ہو اور نفع کی خاطر ہو وہ سب اسی جنس سے ہیں۔

تجارتی مال میں زکاۃ ضروری ہونے کی دلیل

اور وہ اللہ کا یہ قول ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ﴿٢٦٧﴾) (سورہ البقرہ ۲۶۷)

اے ایمان والو! خرچ کرو تم، تمہارے پاک مالوں سے اور پھر ان مالوں سے جن کو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالے۔

بہت سارے علماء نے لکھا ہے کہ اس آیت سے مراد تجارتی ساز وسامان ہے چنانچہ امام طبری رحمۃ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: اس سے مراد علماء یہ لیتے ہیں کہ.....اے لوگو!

ان مالوں میں زکاۃ ادا کیا کرو جنہیں تم نے حلال طور پر کمایا اور تم لوگ عمدہ سونا اور چاندی زکاۃ کے طور پر ادا کیا کرو نہ کہ گھٹیا مال دیا کرو۔

تجارتی ساز و سامان میں زکاۃ ادا کرنے کے شروط

فقہائے کرام نے چند شروط ذکر کئے جن کے تجارتی سامان میں ہو تو ان میں زکاۃ ضروری ہے اور وہ شرائط ہیں:

[۱] سامان تجارت پر پورا قبضہ۔

[۲] سامان (عروض) تجارت کا نصاب کو پہنچنا اور اس کا اندازہ سونے اور چاندی سے لگانا

[۳] ان پر ایک سال کا گذرنا

سامان تجارت میں کتنی مقدار ہو

دس کا پاؤ ان میں زکاۃ کی مقدار ہے۔ اور وہ سو کا ڈھائی فیصد ہے۔

آدمی کے پاس مال تجارت ہو جس کی قیمت ایک لاکھ ریال ہو تو اس میں ڈھائی ہزار ریال زکاۃ ہوگی۔

مال تجارت کے زکاۃ کی کیفیت

وہ تاجر جو خرید و فروخت کرتے ہیں اور ان کے ہاں مال تجارت زیادہ مدت تک ٹھہرتا نہیں ہے جیسے ترکاری، سبزی، کپڑے اور تعمیری سامان (Construction Material) اور پکوان کا ساز و سامان بیچنے والے وغیرہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کے ہاں موجود مال تجارت کا ہر سال مالیت کا اندازہ اور حساب لیں، اور پھر مال نصاب کو پہنچنے کے بعد دس کا پاؤ حصہ زکاۃ دیں جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔

پھل، سبزی ترکاریوں کی زکاۃ:

انسان کے جان اور مال پر اللہ نے بے شمار انعام کئے ہیں اور بہت ساری مخلوقات اس کے

لئے مختص کئے اس میں اس کی تکریم (برتری) اور شرف ہے۔ اللہ کے انسانوں پر بے شمار نعمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ زمین قابل کاشت و زراعت، پھل پھول دینے کے قابل انسان سے تاکہ یہ مخلوقات کے ذرائع رزق بنے اور ان کی دنیوی زندگی کے اسباب میں ہو جو کہ اللہ ہی کا فضل ہے پہلے بھی بعد میں بھی کہ، زمین مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہے۔

چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

(أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ﴿٦٤﴾)

(سورۂ واقعہ ۶۳۔۶۴)

جس زمین میں تم ہل چلاتے ہو کیا تیم نے دیکھا ہے، کیا تم اس میں کاشت کرتے ہو یا ہم کاشت کرنے والے ہیں؟!

اس عظیم نعمت کے شکر کے پہلو میں زکاۃ کی ادائیگی ہے۔ زمین سے پیدا ہونے والے پھل ترکاری، سبزیاں فقیر اور مساکین کو کھلانا اور محتاجوں کی حاجت روائی ہے۔

سبزیاں، ترکاری اور پھلوں پر زکاۃ ادا کرنے کی دلیل

علمائے دین نے سبزیوں اور پھلوں کے زکاۃ پر قرآن کریم سے دلیل اخذ کی ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

(كُلُوا مِن ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثْمَرَ وَءَاتُوا حَقَّهُۥ يَوْمَ حَصَادِهِۦ) (سورۃ الانعام ۱۴۱) اور اسی طرح حدیث کو بھی دلیل ہے(۱) چنانچہ حضرت ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ آپ نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(لَيْسَ دُوْنَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِيَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ. (صحیح البخاری)

ترجمہ: پانچ وسق (۲) سے کم کھجور میں زکاۃ ادا کرنا نہیں ہے۔

---

(۱) امام بخاری نے اس کی روایت کی ہے (۲/۱۰۱....)

(۲) وَسْقٌ: ساٹھ صاع

ایک اور دلیل جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یوں سماعت کی ہے۔

" فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ: الْعُشُورُ . وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّاقِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ "(رواہ مسلم ۳/۶۷)

نہروں اور بادل کے پانی کی کاشت میں دسواں حصہ ہے اور کنویں کے پانی سے جو زراعت ہو اس میں پانچواں حصہ بطور زکاۃ ادا کیا جائے گا!

پھلوں اور سبزیوں کے وہ اقسام جن میں زکاۃ ضروری ہے۔

ان میں اہل علم حضرات نے اختلاف کی ہے اور اس کی وجہ تعلق زکاۃ ہے کہ کیا وہ عین سے متعلق ہے یا علت سے اس کا تعلق ہے۔

بہر حال علمائے کرام رحمھم اللہ کا چار قسم کے غلوں میں زکاۃ کے وجوب پر اتفاق ہے، اور باقی چیزوں پر اختلاف قائم ہے چنانچہ جن میں زکاۃ واجب ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) گیہوں Wheat (۲) جو (Maida) (۳) منقہ (۴) کھجور .Dates علماء میں سے بعض ان چاروں قسموں کے علاوہ اور غلے میں زکاۃ کے واجب نہ ہونے کے قائل ہیں۔

ان اصناف (اقسام) کے علاوہ میں زکاۃ واجب ہونے کے جمہور علماء قائل ہیں مگر وہ علت (سبب) میں اختلاف کرتے ہیں. کیا وہ غذائیت اور ذخیرہ اندوزی ہے یا ناپ کے لئے ہے یا ہر طرح کی ترکاریوں اور پھل میں زکاۃ ضروری ہے؟

مصنف کتاب نے کہا ہے کہ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ ان کا تعلق غذائیت اور ذخیرہ اندوزی سے ہے؟ کیونکہ ان غذاؤں کا یہ مناسب وصف ہے!

ترکاریوں اور پھلوں کے زکاۃ کا نصاب

اس سلسلہ میں جو قابل اعتبار بات ہے وہ یہ ہے کہ ترکاریوں (سبزیوں) اور پھلوں کا نصاب پانچ یا اس سے زائد وسق ہے اس مقدار سے کم میں زکاۃ ضروری نہیں ہے اور یہی واضح

(کھلم کھلا) علمی بیان ہے اس کے علاوہ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے تو زمین سے پیدا ہونے والے غذا کے تھوڑے یا زیادہ میں زکاۃ ادا کرنے کے سلسلہ میں علم والوں کی رائے مرجوع (کم طاقتور) ہے کیونکہ وہ واضح اور کھلے نصوص کے برعکس ہے۔

پھلوں اور ترکاریوں کے زکاۃ میں سال گذرنے کا اعتبار نہیں

پھل اور سبزیوں کے زکاۃ میں سال گذرنے کی شرط نہیں ہوگی اور یہ پھلوں اور ترکاریوں کی خوبی ہوگی کیونکہ زکاۃ کے مالوں میں یہ قسم اپنے آپ بڑھنے والا ہے تو اس طرح پھلوں اور ترکاریوں میں مال کی تیاری کے وقت زکاۃ ادا کی جائے گی کیونکہ اس کے بعد ان میں اضافہ نہیں بلکہ کمی ہوگی. اگر ان میں دسواں یا پانچواں حصہ زکاۃ ادا کیا جائے اور زکاۃ دینے والے کے پاس وہ سالوں رہ جائے تو اس میں زکاۃ واجب نہیں ہوگی. کیونکہ اس قسم کی غذاء میں ایک ہی مرتبہ زکاۃ دی جائے گی۔

ترکاریوں اور پھلوں میں زکاۃ کی کیا مقدار ہے؟

نصاب اور مقدار میں بموجب حدیث عمل ہوگا: نصاب کی تحدید صحیح طور پر پانچ وسق ہے اور مقدار کی تحدید میں دس یا پانچ حسب حدیث جابر رضی اللہ عنہ ہے. لہٰذا آپ کی خدمت میں نصاب اور مقدار کی تحدید پیش ہے جو (بالکل عیاں) اور اس کے بعد کوئی شائبہ یا شک پیش نہیں آئیں گے۔

[۱] پہلی حدیث جو کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ سے ارشاد ہے: "لیس فیما دون خمسۃ أوسق من التمر صدقۃ "(۱) پانچ وسق کھجور سے کم میں زکاۃ دینا نہیں ہے۔

[۲] حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ

---

(۱) صحیح مسلم (۲/۶۷)

سے سنا ہے:

"فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ: اَلْعُشُوْرُ . وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ" (رواہ مسلم ۳/۶۷)

نہروں اور بارش کے پانی کی بدولت اگنے والے زرعی محصول میں دس فیصد زکاۃ ہے اور پانی دے کر اگانے والے میں پانچواں حصہ ہے۔

[۱۳] صحیح سند والی حدیث کے بموجب حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت جو انہوں نے اپنے ابا عبداللہ سے کی ہے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"فِيمَا سَقَتِ السَّماءُ والعيون أو كان عشريا: (۱) العشر . وما سُقِيَ بالنّضح (۲): نصف العشر"

بارش اور چشموں سے پانی دیئے گئے کھیت یا جڑوں سے حاصل کردہ تری سے اگے ہوئے غلے میں دسواں حصہ زکاۃ ہے اور جو کھیتی پانی لے کر پروان چڑھے اس میں آدھا عشر ہے۔

یہ تینوں نصوص پھلوں اور ترکاریوں کا نصاب پانچ وسق مقرر کیا اور مقدار کی تحدید کی۔ اگر کھیتی تکلیف سے حاصل کردہ پانی سے سینچی نہ جائے تو اس میں زکاۃ آدھا وسق ہوگا یعنی عشر۔ اور اگر پانی دینے میں کوئی محنت یا تکلیف ہو تو اس میں پاؤ وسق یعنی نصف عشر ہوگا۔

موجودہ ناپ تول کے آلوں میں کھیتی اور پھلوں کا نصاب

نصاب زکاۃ پانچ وسق ہے اور وسق کی مقدار ساٹھ صاع ہے۔ لہٰذا نصاب زکاۃ کی مقدار تین سو صاع ہوگی۔ چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ (۳) فرماتے ہیں: کہ وسق ساٹھ صاع کا ہوگا اور ہر

۱. وہ پودا جو جڑوں کے پانی سے پروان چڑھے اور پانی نہ پلایا جائے۔
۲. وہ کھیتی جس کو پانی دے کر اگائی جاتی ہے۔ النضح کے معانی پانی دینا ہے۔
۳. صحیح مسلم کی شرح (۷/۴۹)

صاع پانچ اور ایک تہائی بغدادی رطل ہے۔

چنانچہ حضرت فیروز آبادی (۱) نے فرمایا ہے، کہ ایک وسق ۶۰ صاع کا ہوگا اور ایک جگہ (۲) آپ نے فرمایا ہے: ایک صاع چار مد کا ہے اور مد کی مقدار رطل اور ثلث (ایک تہائی) ہے۔

حضرت داودی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ پیمانہ چار چلوؤں سے مختلف نہیں ہے اور غلہ ناپنے والا نہ بڑے ہاتھ اس کے ہوں نہ چھوٹے لہٰذا اس کا لحاظ رکھا جائے کیونکہ ہر جگہ صاع رسول اللہ ﷺ سے نہیں ہوگا بلکہ اندازے سے کام چلائے جاتے ہیں۔ تو اس طرح یہ چیز تجربہ میں آئی ہے اور میں نے اس کو صحیح پایا ہے۔

چنانچہ مغنی المحتاج کے مصنف نے کہا ہے: صاع کے چار مد ہوتے ہیں تو نصاب ایک ہزار دو سو مد ہیں اور رطل ایک تہائی ہے اور اس طرح اس کے ایک ہزار چھ سو رطل ہوتے ہیں۔

(مصنف کتاب نے کہا) اور میں نے مد اپنے ہاتھوں سے ناپا ہے اور اسی طرح میں نے دوسروں کو جن پر بڑا بھروسہ ہے بنوایا، اور پھر تجربہ کاروں سے پوچھا تو حسب ذیل نتیجے (حساب) کا پتہ چلا ہے کہ گیہوں کا ایک مد پانچ سو ساٹھ گرام ہے اور اس نتیجے سے معلوم ہوا کہ ایک مد کے بیس ریال کا وزن ہے، فرنسی ریال ۲۸ گرام ہے اور چونکہ صاع کے چار مد ہیں اور صاع کے سوا دو کیلو ہیں تو اس طرح گیہوں، چاول اور کھجور کا نصاب ۶۷۵ کیلوگرام ہے اور جوّ ہلکے وزن کا ہے اور جو اور گیہوں میں ۲۸ / ۲۳ کا وزن ہے۔

اور میں نے اس مسئلہ کے بحث کے دوران جان کاری حاصل کی کہ ہمارے محترم المقام شیخ محمد بن صالح بن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاہکار تصنیف مجالس ماہ رمضان میں غلے کے نصاب

۱. القاموس المحیط (۳/۲۹۹)
۲. القاموس المحیط (۳/۵۵)

کے بارے میں یوں لکھا ہے:

نبی ﷺ کے صاع کے مطابق ایک وسق کے ساٹھ صاع ہیں اور پانچ وسق کے تین سو صاع ہوتے ہیں اور ان کا وزن کا اچھا گیہوں دو کیلو اور پندرہ گرام ہے۔ تو اس طرح عمدہ گیہوں کا نصاب زکاۃ ۶۱۲ کیلو گرام ہوگا۔(۱)

اس سلسلہ میں ہمارے شیخ محترم نے نتیجے کے حصول کی تفصیل نہیں لکھی ہے اس بات کا امکان ہے کہ آپ نے اپنے طور پر قیاس کی، یا تجربہ کاروں سے دریافت کیا۔ بہر حال یہ نصاب (جو ابھی لکھا جا چکا) اس میں احتیاط سے کام لیا جائے۔

تنبیہ: حضرت علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ نے تحریر کی ہے: کہ نصاب وزن کے لحاظ سے معتبر ہے کیونکہ وسق تھوڑے ہیں اور وزن کا ان میں اعتبار ہوگا تا کہ حساب کئے جائیں اور ان کی حفاظت ہو اسی لئے زکاۃ ضروری ہے تولے جانے والے غذاؤں میں ہے کہ نہ، وزن کئے جانے والی اشیاء ہیں، اور تولے جانے والے مادے (Articles) میں وزنی بھی ہیں جیسے کہ گیہوں اور دال ہیں اور ان میں کچھ ہلکے غذائی مادے ہیں جیسے کہ جو، اور مکئی اور اسی طرح درمیانے بھی ہیں (وغیرہ، وغیرہ)(۲)

شہد کی زکاۃ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت سی عمدہ چیزیں، غذائیں بطور نعمت کے عطا کئے اور ان میں ایک نعمت شہد کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا

(۱) مجالس شہر رمضان ص ۱۲۰

(۲) دیکھئے: المغنی برائے ابن قدامہ (۲/۱۱)

يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾)(سورہ النحل ۶۸،۶۹)

اور تمہارے رب (پروردگار) نے شہد کی مکھیوں کو بذریعہ وحی اطلاع کی کہ تم پہاڑوں، درختوں اور لوگوں کی بنائی ہوئی اونچی اونچی ٹٹیوں میں اپنے گھر (چھتے) بناؤ۔

پھر ہر طرح کے پھل (میوے) کھاؤ اور اپنے رب کی آسان راہوں پر چل ان کے پیٹوں سے شراب (پینے کی چیز) نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہیں اور ان کے مختلف رنگ ہیں اور اس میں اللہ نے لوگوں کی شفاء رکھی ہے اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔

کیا شہد میں زکاۃ دینی ہوگی؟

اس سلسلہ میں علم والے حضرات کا اختلاف ہے چند لوگوں نے ہاں کہا ہے! اور بعض آثار (دلائل) پر ان کا اعتماد ہے۔

اور بعض علماء نے کہا کہ شہد میں زکاۃ نہیں دینی ہوگی کیونکہ اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی صحیح اور واضح دلیل نہیں ہے، کیونکہ شہد کی مکھی (BEE) سے شہد نکلتا ہے اور اس کی غدا درختوں سے محصول ذخیرہ ہے اور دار و مدار ترکاری (بھاجی) اور پھل ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مغنی (۱) میں لکھا ہے کہ امام أحمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں شہد جو مہیا ہوتا ہے ان میں دسواں حصہ زکاۃ ہے۔

اور حضرت امام اثرم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ شہد میں زکاۃ دینی ہے تو آپ نے ہاں کہا ہے۔ اور دسواں حصہ مقدار زکاۃ ہے۔

(۱) المغنی لابن قدامہ (۳/۲۰)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے (دسواں حصہ) زکاۃ وصول کیا ہے تو میں نے آپ سے دریافت فرمایا ہے کہ کیا یہ مقدار اختیاری (نفلی) ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نہیں بلکہ لوگوں سے (وجوبا) وصول کیا ہے۔

شہد کا کیا نصاب ہے اور کس قدر زکاۃ دینی ہے۔

اس کے نصاب میں علماء نے اختلاف کیا ہے چند نے تھوڑی اور زیادہ مقدار میں زکاۃ مقرر کی ہے اور چند اور علماء نے دس (مٹکوں) پر زکاۃ مقرر کیا ہے اور علماء کے ایک اور طبقے نے دانوں اور پھلوں پر قیاس کیا ہے اور اس کا نصاب پانچ وسق بتایا ہے اور جب دانوں (Ration) اور پھلوں کی رقم پانچ وسق کے برابر ہوگی تو زکاۃ ضروری ہے اور اس کی مقدار دس فیصد ہوگی۔

سمندری اور معدنی (دھات) وغیرہ میں زکاۃ

اللہ تعالیٰ نے زمین میں بڑی دھات رکھی ہے اور انسان میں عمل اور محنت کا مادہ پیدا کیا ہے تو اس کو جستجو کرنا چاہئے تا کہ وہ زمین اور سمندر کے خزانے نکال سکے۔ اور حتی الامکان وہ اس سلسلہ میں طاقت استعمال کرے اور اپنے تجربوں سے فائدہ حاصل کرے اور اندرون ارض وسمندر سے نعمتیں حاصل کرے۔

معدن (دھات) کی تعریف:

وہ عدن سے بنا ہے اور اس کا معنی رُکنا یا ٹھہرنا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے: عَدَنَ بِالْمَكَانِ یعنی اس جگہ اس نے رہائش اختیار کی۔

اور اس کی تعریف شریعت اسلامیہ کے لحاظ سے یوں ہے: ہر وہ چیز جو زمین سے پیدا ہو، یا نکلے جو زمینی مادے کے علاوہ بھی ہو اور جس کی قیمت ہو۔

رِكَاز (مدفون خزانہ) کی تعریف: عربی زبان میں اثبات کے معنے ہیں اور اسلامی شریعت کے لحاظ سے روئے زمین پر کی دولت یا زمین کے اندر کا سونا اور چاندی زمانہ جاہلیت میں دفن کردہ مال وغیرہ کو کہا جاتا ہے۔

مدفون مال اور معدنیات میں زکاۃ واجب ہونے کی دلیلیں

اس سلسلہ میں اہل علم کی یہ دلیل ہے:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ﴿٢٦٧﴾) (سورہ البقرہ ۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپ کے حلال مالوں میں خوب خرچ کرو اور اسی طرح ہم نے آپ کی زمین سے جو خزانے پیدا کئے ہیں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر (۳۲۱/۳) میں اس سے مراد پودے، معدن (دھات) اور مال مدفون مراد لی ہے۔

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (المجموع ۶/ ۷۳) میں معادن میں زکاۃ واجب ہونے پر علماء امت کا اجماع نقل کیا ہے اور علماء کے تین اُقوال آپ نے تحریر کی ہیں۔

[۱] پہلا قول حضرت امام مالک اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں جنہوں نے معدنیات میں سونے اور چاندی میں زکاۃ واجب قرار دی ہے اور بتایا کہ ان کے علاوہ جواہر (ہیروں) وغیرہ میں زکاۃ نہیں ہے۔

[۲] دوسرا قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا ہے جنہوں نے زمین سے نکلنے والی ان دھاتوں پر زکاۃ واجب قرار دی ہے جو آگ کے ذریعہ پگلائی جاتی ہیں اور البتہ کان (زمین کی پیداوار) اور ٹھوس اور سخت معادن جو آگ سے پگلتی نہیں ہیں ان میں زکاۃ مقرر نہیں ہے۔

[۳] تیسرا قول: حنبلیوں کا ہے اور انہوں نے ہر طرح کے معدنیات میں زکاۃ واجب قرار

دی ہے....

اور ہم حنبلیوں سے اس رائے کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے

(یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۝۲۶۷) (سورہ البقرہ ۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپ کی عمدہ کمائیوں میں اور زمین سے نکلے ہوئے خزانوں میں (خوب) خرچ کرو۔

اور یہی صورت پاک شریعت کی اصلیت کے ساتھ ہم آہنگ ہے، جو ہر جگہے اور زمانے کے مطابق ہے جو دور حاضر میں زمین کے اندر کے خزانے معادن وغیرہ کے نکالنے میں مددگار ہیں اور خاص کر ان چیزوں میں جو بہنے والے ہیں۔

معدن (دھات) کا نصاب زکاۃ

اس مسئلہ میں اہل علم کے دو قول (رائے) ہیں

(۱) احناف معدنیات میں زکاۃ کے قائل ہیں چاہے وہ کم ہوں یا زیادہ، ان میں نصاب کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ انہوں نے ان کو زکاۃ کی حیثیت دی۔ اور اس کے لئے سال کا اعتبار نہ ہوگا اور سال گذرنے کا یہاں اعتبار نہ ہوگا۔

(۲) امام مالک، شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم معدنیات میں زکاۃ کے قائل ہیں۔ بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائیں اور وہ اس طرح کہ زمین سے نکلنے والی دھات نصاب کو پہنچ جائے۔ ان حضرات نے ان تمام احادیث سے دلیل اخذ کی جو سونے اور چاندی میں مقدار نصاب کو پہنچ جائیں اور وہ بیس مثقال سونے کے برابر ہیں اور اس سلسلہ میں صحیح اور معتبر دلیل وہ ہیں جو نصاب کو پہنچ جائیں اور سال گذرنے کی ان میں شرط نہیں ہوگی۔ نصاب کو پہونچنے اور سال نہ گذرنے کے سلسلہ میں المغنی کے مصنف امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تفصیل ذکر کی ہے۔

بے شک معدنیات (دھات) رکاز (زمین میں دفن شدہ مال) سے مختلف ہیں کیونکہ

رکاز کافر کا مال ہے، جو اس سے زمان اسلام میں لیا گیا ہے تو وہ مال غنیمت کی طرح ہے کیونکہ یہ مال خاطر جوئی کے لئے ضروری ہے اور امیر کی نعمت شکر کی طرح ہے لہذا اس کے لئے نصاب کا اعتبار کیا جائے گا بقیہ سارے مال زکاۃ کی طرح، البتہ ان میں سال کا اعتبار نہیں کیا گیا کیونکہ وہ ایک ہی مرتبہ حاصل ہوتے ہیں تو یہ بھی کھیتی، غلہ اور پھلوں کے مانند ہیں۔

معدنیات (دھات) کی زکاۃ کس قدر دی جائے گی؟

علمائے کرام حضرات نے ان مسائل میں اختلاف کیا ہے چنانچہ احناف نے معدنیات میں خمس (پانچواں حصہ) زکاۃ کی مقدار بتائی ہے اور اس کو انہوں نے مال فئ گردانا ہے اور مسلمانوں کے فلاح میں تقسیم ہوگا! اور حضرت امام مالک، احمد اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے اس میں زکاۃ کی مقدار ربع العشر (ڈھائی فیصد) مقرر کی ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں نقدین میں وجوب زکاۃ کو قیاس کیا اور ان حضرات کے ہاں زکاۃ کے مدوں میں سے ایک مد یعنی (مصرف) ہے جو آٹھ میں سے ایک ہے: چنانچہ ارشاد گرامی ہے۔

(اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝۶۰) (سورۃ التوبہ ۶۰)

صدقے (مال زکاۃ) فقیروں، مسکینوں (۱)، زکاۃ وصول کرنے والوں اور اسلام قبول کردہ (جن کے خاطر جوئی ہوتی ہے) غلام آزاد کرنے، کسی کے قرض کا بوجھ اٹھانے والے، خالص اللہ کی راہ، اور مسافروں میں تقسیم ہوں گے۔ اللہ کی جانب سے ان کا فرض حصہ ہے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے اور سننے والا ہے۔

---

(۱) جن کے پاس تھوڑا بہت مال (زکاۃ) ہے جو ان کے لئے ناکافی ہے۔

کیا اندرون سمندر سے نکالی جانے والی چیزوں میں زکاۃ ہے؟

سمندر سے نکلنے والی چیزیں: عنبر، مچھلی، موتی اور مرجان میں اہل علم کے صحیح قول کے مطابق زکاۃ نہیں ہے اور چند علماء نے ان میں زکاۃ کو واجب گردانا ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں معدنیات سے نکلنے والی ہیں تو وہ سب خشک معدنیات سے بننے والی ہیں۔

اور مجھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سمندر سے نکلنے والی چیزوں میں زکاۃ ضروری نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے خلفاء کے زمانے میں بھی یہ چیزیں نکالا کرتی تھیں تو اس میں کوئی قول رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے جانشین (خلیفہ) حضرات سے یہ چیز ثابت ہے اور اس معاملہ میں اصل ہے زکاۃ کا واجب نہ ہونا اور ان کو خشکی کے معدن پر قیاس نہیں کیا جانا، اور مادہ عنبر سمندر باہر پھینکتا ہے تو بغیر کسی حرکت اور تھکان کے زمین پر دستیاب ہے تو یہ ان چیزوں کے مانند ہے جو خشکی سے مہیا ہیں۔

کرایوں اور ذرائع آمدنیوں سے زکاۃ

عمارتوں کے کرائے اور فیاکٹری وغیرہ سے زکاۃ ادا کرنے کا یہ بیان ہے مجھے جو چیز واضح ہو رہی ہے کہ محنت مزدوری، ہنر کی آمدنی میں زکاۃ ضروری نہیں ہے، الا اینکہ مال پر ایک سال گذر جائے اور وہ مالک کے قبضے میں ہو، لہذا جب کوئی شخص ایک فیاکٹری کرائے کو دے اور وہ کرایہ وہ حاصل کرے اور اس پر سال گذر جائے تو اس مال میں زکاۃ ضروری ہے اور اسی طرح کرائے کے لئے جو مکان بنائے جائیں چاہے وہ کتنے بھی بڑے ہوں یا زیادہ ہوں سوائے ان سے حاصل شدہ کرایوں کے اور کسی چیز میں زکاۃ فرض نہیں ہے، اسی پر قدیم وجدید زمانے کے علماء کا عمل ہے۔

بنک نوٹ اور حصوں Shares کی زکاۃ

جب سے انسانیت وجود میں آئی ان میں آپسی لین دین کا معاملہ قائم ہے دنیا سے کٹ کر، لوگوں سے ہٹ کر اکیلا کوئی زندگی بسر نہیں کرسکتا ہے بلکہ بنی نوع انسان ایک دوسرے کے محتاج

ہیں، لہذا کسی شاعر نے کتنا ہی اچھا اور سچا کہا ہے

الناس للناس من بدو و حاضرة

بعض لبعض وإن لم يشعروا خدمٌ

ترجمہ: لوگ چاہیں شہری ہوں یا دیہاتی۔ ایک دوسرے کے وہ خدمت گذار ہیں اگرچہ کہ ایسا محسوس نہ کریں۔

لہذا اس کے بعد بہت سارے معاملات Dealings رونما ہوئے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے نصوص پر انہیں جانچنے کی ضرورت پیش آئی تو یہ نئے معاملات Shares اور بنک نوٹ (سندات) ہیں ان کی زکاۃ کیسی ادا کی جائے گی؟!

تو ہم کہتے ہیں کہ کمپنیوں کے Shares ان کے مالک کمپنیوں اور خاص تجارتی اداروں کے لوگ اپناتے ہیں اور کمپنیوں کے نظام Systems اور قوانین کے لحاظ سے ان کے نفع حاصل کرتے ہیں۔

اور السندات سند (Certificate) کی جمع ہیں، ان میں ایک خاص فرم یا کمپنی سے نفع کی پوری رقم مقرر تاریخ میں کرنے کا وعدہ یا پابندی ہے!

اور ہاں Shares کی اور تجارتی سندات کی زکاۃ کے سلسلہ میں علماء کی کاوشوں سے یہ نمایاں ہے Share Holder حصہ دار کو اختیار ہے کہ وہ اپنے رأس مال Capital کی زکاۃ ہر سال ادا کرے یا ایک ایک سال کی ادا کرے اس سلسلہ میں اہل علم میں اختلاف ہے۔

اور ہر آدمی کو اس کا بھی اختیار ہے کہ ہر سال اپنے Shares کی قیمت کی جانچ کرے اور ان کی زکاۃ ادا کرے اس طرح جس طرح کہ کمپنی کے ذمہ دار یا Establishment کے Share Holder یا جس طرح کہ تجربہ کار لوگ بتاتے ہیں چاہے کہ تجارت نفع بخش رہے یا نقصان مند رہے۔

اور ان حصوں (Shares) کی زکاۃ سونے اور چاندی کی زکاۃ ہے جب کبھی وہ زکاۃ کے

نصاب کو پہونچیں اور اس کی مقدار ڈھائی فیصد ہے۔

اور وہاں البتہ تجارتی سند Bank Note دیر سے دیئے جانے والے قرض ہیں اور اہل علم سے نقل صحیح یہ ہے کہ.... جب کبھی قرضوں پر سال گذر جائے - اور ان ہی کے ضمن میں بنک نوٹ ہیں - تو ان میں زکاۃ ادا کرنا ضروری ہے دوسرے مالوں کی طرح جو کسی کے پاس ہوں.

اور اگر کوئی شخص ان کے زکاۃ میں قبضے میں آنے تک دیر کردے، اور ان کے حاصل کرنے کے بعد زکاۃ ادا کرے (تو درست ہے)

چنانچہ جناب ڈاکٹر یوسف قرضاوی فرماتے ہیں کہ حصوں (Shares) اور بنک نوٹ کے زکاۃ میں دو پہلو یا دو طریقے ہیں.

چنانچہ پہلا طریقہ یہ ہے کہ ان حصوں اور سندوں کو دیکھا جائے گا کہ کمپنی نے انہیں بنایا ہے کہ کیا وہ بنائی گئی ہیں یا تجارتی غرض کی خاطر ہیں یا ان دونوں سے ملی جلی ہیں تو انہیں Shares کا حکم نہیں دیا جائے گا تاوقتیکہ کمپنی کا پتہ نہ لگائے جو کہ اس کے سرمایہ کا ایک جز (حصہ) ہو اور اسی بناء اس میں زکاۃ ادا کرنے یا نہ کرنے کا حکم لگایا جائے گا۔

دوسرا طریقہ: ان تمام کو ایک ہی نظر سے دیکھا جائے گا اور سب کو ایک ہی حکم لگایا جائے گا بنانے والے شرکہ (کمپنی) سے نظر پھیر لی جائے گی اور انہیں تجارتی ساز و سامان کے لحاظ سے دیکھا جائے گا اور یہی احکام ان پر لاگو کئے جائیں گے۔

اور اب میں ایک اہم چیز کی طرف آپ حضرات کو توجہ دلاتا ہوں اور وہ سودی لین دین کے بنکوں کے ساتھ معاملہ کرنا ہے۔

اور وہ حرام ہے کیونکہ وہ واضح طور پر سودی کاروبار ہے اور سودی عمل میں ہاتھ بٹانا ہے اور وہ بالکل حرام ہے جیسا کہ سودی کاروبار والے کمپنیوں سے معاملہ، حصہ داری بھی حرام ہے کیونکہ اس میں گناہ اور حرام معاملہ میں تعاون کرنا ہے اور وہ شرعا ممنوع ہے. چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ ② (سورۃ المائدہ ۲)

ترجمہ: اور نیکی اور تقوی کے معاملوں میں آپس میں مدد کیا کرو اور ظلم و زیادتی کے معاملوں میں ایک دوسرے کا ہاتھ نہ بٹایا کرو!

لہذا اوپر ذکر شدہ کمپنیوں میں لین دین جائز نہیں ہے مگر جس کو ان کا حال معلوم نہ ہو اور پھر پتہ چلے کہ وہ سودی کاروبار کرتی ہیں تو ان میں لین دین سے باز آنا چاہئے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے منافع تقسیم ہو جائیں اور اگر اس میں سود کی آمیزش کا علم ہو تو اس مال کو اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے خرچ کر دے اور اس مال کے ذریعہ اللہ کی رضامندی اور قرب کی نیت نہ کرے اور اگر اس کو اس مال سود کی آمیزش کا علم نہ ہو تو آدھا نفع احتیاطاً نکال دے (تقسیم کر دے) اور ہر مسلمان کے لئے بچنا اور احتیاط کرنا ضروری ہے اور اسی طرح نامناسب مالوں سے اپنی اولاد کو بچانا، اور اپنے ماتحت کو وہ مال نہ کھلائے. سوائے حلال مالوں کے حلال مال میں حرام سے بچنا ہے. اور مال حلال اگر تھوڑا میسر ہو تو وہ برتر اور پاک ہے. اور وہ اس زیادہ مال سے اچھا ہے جس سے دل کھٹکے اور اطمینان حاصل نہ ہو.

ختم شد

بروز جمعہ بعد نماز مغرب بتاریخ ۲۷/۷/۱۴۳۴ھ مطابق ۷/جون سنہ ۲۰۱۳ء

بوقت شب ۸، مقام بنجارہ ہلز روڈ نمبر ۱۴

اللہ اس کام کو نفع بخش، بصیرت افروز بنائے آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ضمیمہ

عورتوں کے مخصوص مسائل زکاۃ

① زیوروں میں زکاۃ

سوال عورت کے استعمال اور طلب زینت کے زیوروں میں زکاۃ ہے؟

جواب استعمال کے زیور نصاب کو پہنچ جائیں۔ ان میں زکاۃ ضروری ہے، اس سلسلہ میں اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ شرط یہ ہے کہ ان کا زیب تن کرنا صرف زینت اور حسن کے لئے ہو!

ان زیوروں کا شرعی نصاب: ۹۲ (بیانوے) گرام ہے۔ اس سے کم مقدار میں شرعاً زکاۃ نہیں ہے، اگر استعمال ہی غرض زیور ہے۔ اور اگر تجارتی غرض مدنظر ہو تو پھر اس میں زکاۃ ہے۔ سونے کے زیور کا نصاب درج بالا ہے۔ البتہ چاندی کے زیوروں کا نصاب: ۴۰ مثقال ہے...... اس سے کم مقدار میں زکاۃ نہیں ہے۔

استعمال کے سونے چاندی کے زیورات میں زکاۃ دلیل

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درج ذیل قول ہے۔

"مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهُمَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفِحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ"

............الحدیث

ترجمہ: سونے اور چاندی کا مالک اگر ان کی زکاۃ ادا نہ کرے تو بروز قیامت ان سے آگ کے طبقے بنائے جائیں گے اور اس کے پیشانی اور پہلو پیٹ کو داغا جائے گا!

اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد حدیث جس کو آپ سے حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص نے روایت کی ہے۔ إِنَّ امْرَأَةً دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ۔ وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: "أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هٰذَا؟" قَالَتْ: لَا!. قَالَ: أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَتَانِ مِنْ نَارٍ؟، فَأَلْقَتْهُمَا، وَقَالَتْ: هُمَا لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ". (رواہ أبوداود والنسائی رحمهما اللہ بإسناد حسن)

ترجمہ: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں چلی آئیں اور اس کی بیٹی کے ہاتھ پر سونے کے دو کنگن تھے، تو آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم ان کی زکاۃ ادا کرتی ہو؟ تو اس نے کہا نہیں! تو پھر آپ نے فرمایا: کہ کیا تم کو یہ بھلا لگے گا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے؟!

تو اس عورت نے وہ دونوں کنگن نکال پھینکے، اور کہا: وہ دونوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہیں!

اس حدیث کو امام أبوداود ؒ نسائی رحمۃ اللہ علیہما نے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے۔

ایک اور حدیث جس کی روایت اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے وارد ہے کہ وہ سونے کے زیور پہنا کرتی تھیں تو انہوں نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وہ خزانہ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جو مال زکاۃ کے حد کو پہنچ جائے تو اس کی اگر زکاۃ دے دی جائے تو وہ خزانہ نہیں ہے۔ اس حدیث کو حضرت امام ابوداود اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کی ہے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو صحیح گردانا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ نہیں کہا کہ (استعمال کے) زیور میں زکاۃ نہیں ہے۔

اور روایت ہے "لَيْسَ فِي الْحُلِيِّ زَكَاةٌ" کہ استعمال کے زیور میں زکاۃ نہیں ہے! تو وہ حدیث ضعیف (کمزور،غیر ثابت سند والی) ہے جو کہ مضبوط سند والی روایت کے مدمقابل نہیں ہوگی بلکہ احادیث صحیحہ کا مقابلہ نہیں کر پائے گی!(۱)

② کنکر پتھر سے مرکب زیوروں کی زکاۃ

سوال کنکر پتھر سے جڑی ہوئی زیوروں کی زکاۃ کیسے ادا کی جائے گی جس میں صرف خالص (سونا) ہوتا ہی نہ ہو بلکہ وہ کنکر، پتھر سے جڑے ہوئے ہوں کیا ان کا وزن بھی سونے کے ساتھ جوڑا جائے گا کیونکہ ان دونوں کو ایک دوسرے یعنی سونے اور پتھروں کو الگ الگ کرنا مشکل ہو!

جواب سونا جو استعمال اور زینت کے لئے ہو اسی میں زکاۃ بھی ہے البتہ کنکر ہیرے وغیرہ میں زکاۃ ادا نہیں ہوگی۔ اگر بڑے ہار NECKLACE ہوں گے جو سونے اور کنکر وغیرہ پر مشتمل ہوں تو عورت، شوہر اور اولیاء امور اس سلسلہ میں غور فرمائیں گے، سمجھ بوجھ سے کام لیں گے اور سونے، دیگر مشتملات کو تجربہ کار لوگوں پر پیش کئے جائیں گے اور جو اندازے مناسب اور غالب ہوں گے تو معاملہ درست ہوگا اور جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائیں تو ان میں زکاۃ ادا کی جائے گی اور نصاب سونا ۹۲ بیانوے گرام ہوگا اور ہر سال اس سونے میں زکاۃ ادا کی جائے گی اور اس میں مقدار زکاۃ 2½ ڈھائی فیصد ہوگی اور ہر ہزار سکوں میں پچیس دینے ہوں گے! اہل علم کا یہی معتبر قول اور رائے ہے۔

اور اگر تجارت کے زیور ہیں تو پورے زیورات بھی۔ موتی، ہیرے وغیرہ پر زکاۃ ادا ہوگی۔ ان کی جملہ قیمت اور لاگت سے زکاۃ دی جائے گی اور اسی طرح کا معاملہ سارے مال تجارت میں ہوگا اور یہ جمہور (اکثر و بیشتر) اہل علم کی رائے ہے۔ (از: سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ)

---

۱ از: شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ

③ کسی عورت نے زکاۃ ادا کرنے سے پہلے سونا بیچ دیا تو وہ کیا کرے گی؟

سوال ایک خاتون نے کہا کہ میں نے اپنے استعمال کا زیور کچھ زمانے پہلے فروخت کر دیا اور اس کی زکاۃ ادا کر نہیں پائی۔ لہٰذا میں حضرت شیخ محترم سے دریافت کر رہی ہوں کہ ان زیوروں کی زکاۃ کیسے ادا کی جائے گی جب کہ ان کی قیمت چار ہزار ریال ہیں؟!

جواب سونا فروخت کرنے سے پہلے اگر تمہیں وجوب زکاۃ کا حکم معلوم نہیں ہے تو تم پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر زکاۃ کا حکم جانتی تھی تو ہر سال ہر پچیس پر زکاۃ ہے تو رائج سکے میں مارکٹ کی قیمت کے لحاظ سے ڈھائی فیصد زکاۃ ادا ہوگی۔ اگر یہ حکم تمہیں پہلے سے معلوم نہیں ہے صرف سال کے آخر میں معلوم ہو تو صرف سال اخیر کا زکاۃ ادا کرنی ہے!!

④ کیا میرے شوہر جی میری جانب سے زکاۃ ادا کریں گے اور کیا میرے بھانجے کو دی جائے تو کافی ہے؟

سوال کیا میرے شوہر میری زکاۃ ادا کریں گے جب کہ مال مجھے انہوں نے ہی عطا کیا ہے اور میرے بھانجے جن کے والد وفات شدہ ہیں اور وہ عنفوان شباب میں ہیں اور شادی کرنے کے سلسلہ میں تجویز کر رہے ہیں کیا ان کو مجھ سے لی ہوئی زکاۃ جائز ہوگی!

جواب آپ پر آپ کے مال میں زکاۃ واجب ہے بشرطیکہ مال نصاب کے برابر آپ کے ہاں ہو۔ چاہے وہ سونا ہو یا چاندی اور کوئی دوسرا مال ہو۔ اگر آپ کے شوہر نے آپ کی جانب سے ادا کی تو کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح آپ کے ابا یا بھائی یا کسی شخص نے آپ کی طرف سے بھی زکاۃ ادا کر دیا تو کوئی حرج نہیں ہے اور آپ کے بھانجے کو زکاۃ دینا جائز ہے اگر وہ (محتاج ہو) اور اپنے خرچ کی رقم کی پابجائی سے قاصر ہو۔ (از: محترم المقام جناب ابن باز رحمہ اللہ)

⑤ بیوی اپنی زیور کی زکاۃ محتاج یا قرض دار شوہر کو دے تو کیا کوئی حرج نہیں!

سوال کیا عورت (بیوی) اپنے زیور کی زکاۃ اپنے شوہر کو ادا کرے گی جب کہ وہ نوکری کر رہا ہو اس کی تنخواہ چار ہزار ریال ہوں، مگر وہ تیس ہزار ریال قرض دار ہو؟!

جواب اس سلسلہ میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی عورت اپنے زیور یا کسی اور چیز کی زکاۃ اپنے شوہر کو دے جب کہ وہ فقیر اور کسی اور کے قرض کا بوجھ اپنے اوپر اٹھالے اور اس کو وہ ادا کرنے سے قاصر (مجبور) ہو۔ عام دلیلوں کی روشنی میں علمائے دین کا یہی معتبر قول ہے۔ اور اس کے لئے یہ ارشاد ربانی ہے: (إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ....) (سورۃ توبہ آیت ۶۰)

ترجمہ: صدقات وزکاتیں فقیروں (جن کے پاس کچھ بھی نہ ہو) اور مسکینوں (جن کی آمدنی ناکافی ہو) کے لئے دی جائیں گی!(۱)

⑥ سگی ماں کو زکاۃ دی جائے گی؟!

سوال کیا کوئی شخص اپنی ماں کو زکاۃ ادا کرے گا؟

جواب مسلمان کے لئے اپنے والدین یا اپنی اولاد کو زکاۃ دینا ناجائز ہے۔ بلکہ وہ اپنی طرف سے مال ان پر خرچ کرے اگر وہ محتاج (ضرورت مند) ہو اور اپنے خرچ کی رقم مہیا کرنا ان کے بس میں نہ ہو؟!(از: شیخ باز رحمہ اللہ)

⑦ استعمال کے برتنوں میں زکاۃ دینی نہیں ہوگی!

سوال میرے پاس روزانہ عام استعمال کے برتن ہیں اور کچھ تو ایسے ہیں جو عام مہمانوں کے لئے ہیں اور کچھ خاص موقعوں اور مناسبتوں کے لئے ہیں۔ ان سب کو میں استعمال کرتی ہوں اور میں کسی اور سے انہیں مانگ کر لیتی نہیں ہوں، اور نہ میں انہیں کرائے پر لیتی ہوں، ہوسکتا ہے

۱۔ سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ

کہ کسی اور کو مانگ کر حاصل کرنے اور کرائے پر لینے میں پرانے اور ناقابل استعمال اور گندے ملیں گے۔

اور یہ بات یاد رہے کہ میرے پاس جو برتن ہیں۔ ان کی حفاظت کرتی ہوں اور انہیں میرے رشتہ دار، پڑوسیوں کو مدد کے طور پر مستعار دے دیتی ہوں۔

الغرض میں نے ایک مرتبہ عورتوں کی نشست میں ایک خاتون کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی اپنے پیچھے جو ساماں چھوڑ جائے گا ہم انہیں کے ذریعہ عذاب دیئے جائیں گے اگر ہم نے ان کو یہاں دنیا میں چھوڑ دیا تو انہیں کے ذریعہ داغے جائیں گے۔

لہذا آنمحترم سے اس سلسلہ میں فائدے کی درخواست ہے کیا میں ان سارے برتنوں کو لوگوں میں (صدقۃ) تقسیم کردوں اور پھر لوگوں سے عاریۃ لے لوں یا انہیں میرے پاس رکھ لوں یا زکاۃ میں دے دوں، یا پھر میں کیا کروں؟

جواب آپ نے جو کہا ہے ٹھیک ہے اور گھریلو (استعمال کے) برتنوں میں زکاۃ نہیں ہے کیونکہ وہ تجارت کے لئے نہیں ہیں بلکہ وہ ضرورتاً استعمال کی خاطر یا لوگوں کو عاریۃ دینے کے لئے ہیں اور جس نے بھی تمہیں ان برتنوں کے اس طرح استعمال کو ناجائز قرار دیا تو وہ نادان (جاہل) ہے اور غلطی پر ہے اور اس نے دین کے معاملے اور اللہ کی شریعت میں بغیر علم کے بات کی ہے لہذا ایسے انجانی باتیں کہنے والے پر توبہ کرنا ضروری ہے اور بغیر علم کے فتویٰ دینے پر سخت حرمت اور پابندی ہے اور اللہ نے اس حرکت کو بالکل حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

(قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ) (سورۃ الاعراف ۳۳)

ترجمہ: آپ فرمایئے کہ البتہ میرے رب نے ان تمام فحش (گندی) باتوں کو حرام قرار دیا ہے جو علانیہ ہیں اور اسی طرح جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے اور پھر کسی ایسی چیز کو شریک بنانے سے منع کیا جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں ہے اور اس بات سے (رک جاؤ) تم اللہ کے ذمے ایسی بات نہ لگا دو جس کو تم جانتے نہیں ہو۔

اور پھر اللہ جل جلالہ نے ایک اور آیت مبارکہ میں اس بات سے منع کیا کہ اللہ پر بغیر علم کے ایسی بات نہ کہو۔ کہ شیطان تمہیں حکم دے۔ چنانچہ ارشاد گرامی ہے۔!

(يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٦٨﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) (سورہ البقرہ ۱۶۸)

اے لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ (از سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ)

⑧ عورت کیا اپنی جانب سے مجاہدین کو زکاۃ ادا کرے گی؟

(سوال) ایک بھروسہ مند (معتبر) آدمی ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایک معتبر ذمہ دار شخص ہے جو مال زکاۃ مجاہدین کو پہنچاتا ہے۔ کیا میں اپنے سونے کی زکاۃ اس کو دوں، یا اور کوئی اچھی صورت ہے کیونکہ مجھ عورت کے لئے یہ دشوار ہے کہ میں اہل حاجت اور مستحقین کو ڈھونڈتی پھروں؟!

(جواب) مجاہدین کو زکاۃ کی ادائیگی جائز ہے جیسا کہ مشائخ (علماء دین) نے اس کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ وہ کافر اور مسلمانوں کے کٹر دشمنوں سے لڑتے ہیں اور جب کوئی بھروسہ مند شخص جو زکاۃ مجاہدین کو پہونچاتا ہے تو اس کو دینا جائز ہے اور ان کو پہونچانے والا ہو تو اس کی ذمہ داری ادا ہوگی اور انشاء اللہ رب العالمین سے اجر کی امید ہے! (از شیخ عبداللہ بن جبرین رحمہ اللہ)

⑨ زیور کی زکاۃ

(سوال) ایک عورت ہے جس کے پاس زیور ہوں اور وہ نصاب کے مطابق ہوں تو وہ سعودی ریال کی صورت میں زکاۃ کیسے ادا کرے گی اور اس کی مقدار کیا ہوگی؟

(جواب) ہر سال وہ زکاۃ ادا کرے گی اور وہ سونے کے تاجر اور دوسرے آدمی سے ایک کیرٹ استعمال کے سونے کی قیمت دریافت کرے گی کہ کتنے ریال وہ ادا کرے گی اور وقت حاضر کے مطابق زکاۃ کی رقم دے گی اور راس المال Capital کی جان کاری کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ زکاۃ فرض ہونے کے وقت کے مطابق ادائیگی زکاۃ ہوگی۔ (علامہ شیخ عبداللہ جبرین رحمہ اللہ)

نوٹ: قارئین کرام نے جو فتاوی پڑھیں وہ کتاب "فتاوی المراۃ" ص ۶۳-۶۸ میں ہیں۔ جو اللجنۃ الدائمۃ للافتاء، دار الافتاء ریاض سے ماخوذ ہیں۔

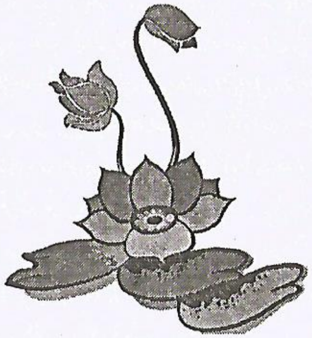

بسم الله الرحمن الرحيم

محمد العمري | MOHAMMED QOOMERY

Afzalul Ulma (Madras University)

[فاض]ل العلماء (شهادة الليسانس في الشريعة واللغة العربية جامعة مدراس)

[لي]سانس في أصول الدين } كلية أصول الدين
[م]اجستير في السنة وعلومها } جامعة الإمام محمد بالرياض

B.A. Islamic Theology
M.A. & M. Phil. (Hadith) } Imam Mohammed Islamic University Riyadh K.S.A.

[وز]ارة العدل الرياض ١١١٣٧
[ها]تف العمل: ٤٠٣٥٥٢٦ المنزل: ٤٥٧٨٠٣

Ministry of Justice
Riyadh 11137 (K.S.A.)
TEL. : OFF 4035526
TEL. : RES 4587803

1-184 Pipe Line Road.
Fateh Nagar
Hyderabad - 18 (India)
TEL. : 207802

حضرة سماحة الوالد الكريم الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز الموقر حفظه الله. الرئيس العام لإدارات البحوث العلمية والإفتاء، ومفتي عام المملكة العربية السعودية. السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، وبعد.

فيشرفني أن أتقدم إلى سماحة الوالد بأنني أحد خريجي جامعة دار السلام بعمر آباد (الهند) وتابعت دراستي في كلية أصول الدين بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية بالرياض وتخرجت فيها عام ١٤٠٠هـ، وواصلت الدراسة فيها، فوفقني الله بأن أنال الدرجة العالمية (ماجستير) في السنة وعلومها بتقدير امتياز عام ١٤٠٨هـ.

ثم شرفني الله بخدمة بعض كتب السنة وغيرها، وقد صدر لي كتاب سميته: "إتحاف الخلان بمعارف معجم البلدان" عام ١٤١١هـ من دار الصميعي بالرياض، وتفضل بتقديم الكتاب فضيلة الشيخ بكر بن عبد الله أبو زيد حفظه الله. وقد قمت بتحقيق كتاب "الفتن" (الجزء الرابع وهو الموجود منه) للإمام الجليل حنبل بن إسحاق الشيباني (توفي ٢٧٣هـ) ابن عم الإمام المبجل أحمد بن حنبل وتلميذه العزيز (رحمهما الله) وذيلت عليه وهو بصدد الطباعة. والآن عندي كتاب "صلاة العيدين" للقاضي المحاملي على قيد التحقيق ولم يتم.

ومن نعم الله علي وفضله - أيضاً - أني أعرف سبع لغات: العربية، الأردية، الفارسية، الإنجليزية، التلغو، التاملية، الهندية كتابة وقراءة ونطقاً - فترجمت بعض كتب سماحتكم إلى لغة التلغو إحدى لغات جنوب (الهند) نحو: كيفية صلاة النبي ﷺ، ونواقض الإسلام فقد صدرا من المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بالبطحاء، كما صدر لي منه مبادئ الإسلام ترجمتي إياه إلى لغة التلغو أيضاً.

وها أنا أقدم إلى سماحتكم الكريم ترجمتي معاني مؤلفكم: "التحذير من البدع" إلى اللغة الأردية لأحصل من سماحتكم على تزكية علمية لكي يستفيد منه من يعرف اللغة الأردية ويعلم الأحكام الإسلامية والحقائق العلمية التي ذكرتموها فيه ويحذر المسلمون من البدع والخرافات المذكورة في الكتاب، ونجاهم الله من المعاصي كلها، وأثابكم بكل خير وطول عمركم، ويستفيد من مجهوداتكم العلمية والدعوية المسلمون في جميع الأزمان والأماكن ...

محبكم في الله المخلص
محمد بن صاحب العمري أبو عبد الله
الرياض: ٢٧/٧/١٤١٩هـ

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته، نشكركم على عملكم ونسأل الله سبحانه لكم المزيد من كل خير كما نسأله سبحانه أن يمنحكم العون على كل ما فيه رضاه وينفع عباده وأن يبارك لكم في الوقت والعمل إنه خير مسؤول، وفيما ذكره المشايخ الشيخ بكر بن عبد الله أبو زيد والشيخ محمود بن محمد الملاح والشيخ صالح بن سعد اللحيدان من التعريف بكم الخير والكفاية إن شاء الله، بارك الله في أعمالكم ومنحنا وإياكم وسائر إخواننا الإخلاص والصدق والقوة في الحق والعافية من مضلات الفتن إنه سميع قريب، والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

مفتي عام المملكة العربية السعودية

تقديم

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه ومن اهتدى بهداه.

أما بعد:

فقد كنت أنظر في كتاب «معجم البلدان» لياقوت الحموي، المتوفى سنة ٦٢٦هـ، كَمُنْتَجِع الكلأ، أتطلب فوائده، وألتقط معارفه، فوجدته كتاباً موسوعياً يحوي خيرات حسان، فهو بحاجة إلى طالب علم بصير يستخرج كنوزه ويلتقط درره، ويقرب معارفه، فألقيت بهذه المهمة على مسامع بعض طلبة العلم، فوافقت من أخي في الله الشيخ / محمد العمري رغبة في تحقيق ذلك، فها هو يقدم ذلك المشروع باسم: «إتحاف الخلان في معارف معجم البلدان» محتوياً على ستة فهارس مع تعريف بالكتاب ومؤلفه، فأتت على الطيب الكثير من كنوز هذا السفر النفيس، لا سيما «فهرس التراجم والأعلام الواردة مع ذكر أقوال الجرح والتعديل أو جمل تعريفية لهم» فشكر الله له جميل سعيه، ودأبه وصبره على خدمة هذا الكتاب «معجم البلدان» لتقريب فوائده، وتسهيل الانتفاع بمعارفه. وهذا إن شاء الله تعالى من الأعمال الصالحات التي يثاب عليها. والله الموفق.

بكر أبو زيد
١٨/ ١١/ ١٤١٣هـ.

بسم الله الرحمن الرحيم

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد
في منطقة البطحاء
تحت إشراف وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
Cooperative Office For Call & Guidance
In Al - Bat'ha

الرقم: ٨/٧٨٥
التاريخ: ١٤١٦/٨/٧هـ
المرفقات: ....

(تعريف وتوصية)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين

وبعد:

فإن الأخ محمد العمري من خريجي جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية كلية أصول الدين، ومعروف بين أقرانه وزملائه بالعقيدة السلفية، وقد قام بترجمة عدد من الكتب إلى لغة التلفو ولم يصلنا أي ملاحظة عليها، وهذا يدل على سلامتها وجودة ترجمتها كما أنه يعمل (باحثاً) في وزارة العدل وهو معروف لدينا ومن خيرة من نعرفه ولا نزكي على الله أحداً .

وصلى الله وسلم على نبينا محمد.

المشرف على المكتب
١٤١٦/٨/٧هـ
حمود بن محمد اللاحم

(ختم: المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد في البطحاء)

المملكة العربية السعودية - ص.ب ٢٠٨٢٤ الرياض ١١٤٦٥ - ت: ٤٠٣٠٢٥١ - ٤٠٣٤٥١٧ - ٤٠٣١٥٨٧ - ٤٠٣٠١٤٢ فاكس ٤٠٥٩٣٨٧
P.O Box 20824 - Riyadh 11465 - Tel. 4030251 - 4034517 - 4031587 - 4030142 Fax 4059387 Kingdom of Saudi Arabia

بسم الله الرحمن الرحيم

المملكة العربية السعودية
وزارة العدل

الرقم :
التاريخ :
التوابع :
الموضوع :

المكرم الأستاذ زيد الحسين وفقه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد فهذا الشيخ محمد العمري أبو عبد الله رجل بحاثة متمرس في فنه النظر والتخريج - وقفت على جزء من كتاب الفقه مهم في بابه من تأليف الشيخ الإمام حنبل بن إسحاق بن حنبل من رجال القرن الثالث الباكر ، وقد خرج أحاديثه وعلق عليها وهو كتاب نادر كبير الفائدة غزير المعنى - وإني لآمل منكم تبنيه طباعة ونشراً نظراً لما تتسمون به من انتشار علمي - متع الله بكم

محبكم
صالح بن سعد اللحيدان
١٤١٦/١/١١هـ

(ختم: الأمانة العامة للبحث العلمي)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

IMAM IBN TAIMIYA
EDUCATIONAL & WELFARE TRUST
& JAMIA IBN TAIMIYA
Madinatussalam 845312 Bihar INDIA
Tel: 0091-6252 82249

جمعیۃ الإمام ابن تیمیۃ [illegible]
مدینۃ السلام: ۸۴۵۳۱۲-بیہار-الہند
الہاتف ۰۰۹۱۶۲۵۲۸۲۲۴۹

الرقم: .... التاریخ: ....

بسمہ سبحانہ

گرامی قدر عالی جناب الشیخ محمد العمری ابو عبداللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب نظر نواز ہوا۔ امید ہے کہ اہل وعیال اور متوسلین وانصار بخیر ہوں گے۔ جواب دینے میں تاخیر ہوئی معذرت خواہ ہوں۔ آپ کی کتاب "آبرو کی حفاظت" بے شک بڑی مفید کتاب ہے۔ آپ نے اسے اردو کا جامہ پہنایا [illegible] بڑی محنت کی ہے، اور آپ کی [illegible] ہے۔ [illegible] یہ بات تھی کہ ذرا زبان کی پالش کی ضرورت ہے۔ [illegible] کہ کسی جانب سے آپ کی مدد ہو جائے اور کتاب تسلیم ہو جائے۔ [illegible] میں بھیج رہا ہوں [illegible] فروخت کر دیا گیا ہے۔ [illegible] کام کو کبھی گذر رہے۔ تمام [illegible] کو سلام پہنچا دیں۔ والسلام

اخوکم: محمد [illegible]
یکم صفر ۱۴۲۲ھ

ص ب ۳۴۲۴۸ الریاض ۱۱۴۶۸ ت: ۴۵۷۶۰۸۷/۴۰۲۱۵۷۲ تلفاکس: ۴۵۹۱۵۴۲ الجوال: ۰۵۵۴۱۵۷۲۲
P.O.BOX: 34248 RIYADH 11468 TEL: 4576087/ 4021572 TELEFAX: 4591542 MOBILE 055415722

مرکز کے دیگر مطبوعات بزبان اردو وتلگو

① آبرو کی حفاظت
ترجمہ "حراسة الفضيلة" — للعلامۃ الدکتور بکر بن عبداللہ أبو زید رحمہ اللہ
② آپ کے بچے کا نام کیا ہوگا؟
"تسمیة المولود" — للعلامۃ الدکتور بکر بن عبداللہ أبو زید رحمہ اللہ
③ نماز جنازہ کے مختصر احکام — د صالح الفوزان سلمہ اللہ
④ روئے زمین پر......شرک اور اس کے اقسام
ترجمہ: الجواب الکافی" — شیخ الاسلام الامام ابن قیم رحمہ اللہ
⑤ بدعات سے گریز کیجئے۔
ترجمہ "التحذیر من البدع" — الامام عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ
⑥ حج وعمرہ وزیارت: مسائل حج وعمرہ (بزبان تلگو)
للامام عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ
⑦ موت کے بعد کا حساب (بزبان تلگو)
"الأصول التي یسأل" — الشیخ حمود اللاحم سلمہ اللہ
⑧ برائی کی روک تھام کب اور کیسے؟!!
"درجات تغییر المنکر" — للدکتور عبدالعزیز بن أحمد المسعود
⑨ علم حدیث کی اہمیت وماہیئت — ڈاکٹر محمد العمری أبو عبداللہ
⑩ گلدستہ علوم ونصائح — ڈاکٹر محمد العمری أبو عبداللہ
⑪ لا أحد یشبہ اللہ (بزبان تلگو) — ڈاکٹر محمد العمری أبو عبداللہ